

روز میری

عشق مبارک



عشق مبارک



"ارے اندھے ہو کیا۔۔۔ تم دیکھ کر کار نہیں چلا سکتے؟؟"۔ پاس سے گزرتی کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے اس پر کیچڑ کے چھینٹے آگرے جس سے وہ پھٹ پڑی تھی۔

اسکی چیخ و پکار سنتے کار میں ٹھہرا و پیدا ہوا۔۔ دروازہ کھلا ایک جو شیلا نوجوان ٹھاٹ سے چلتا اسکے قریب آن پہنچا۔
"اگر میں اندھا ہوں دیکھ نہیں سکتا تو دیکھ آپ بھی نہیں سکتیں۔۔ آپ کو نظر نہیں آ رہا یہ روڈ ہے اور آپ کو کسی

نے بتایا نہیں کہ روڈ پہ کیٹ واک نہیں کرتے۔۔۔ اگر کیٹ واک کرنی ہی ہے نا تو فٹ پاتھ پر کریں خواہ مخواہ دوسروں کی پریشانی کا سبب نا بنیں "۔۔۔ چہرے پہ سنجیدگی لیئے وہ گویا ہوا۔

"ہاں تو؟؟؟ تمہارے باپ کی روڈ پہ جو اپنی من مانی سے چلا رہے ہو "۔۔۔ اس نے مزید تپ کر کہا۔

"Behave yourself "۔۔۔ انگلی کے اشارے سے وارن کرتے وہ گویا ہوا۔

"کونسی سیلف؟؟؟۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے مجھے english نہیں آتی؟

"English very faster comes to me... Me in myself you are out of yourself

اسکی عظیم انگریزی سنتے ہی بے اختیار اسکے چہرے پہ ہنسی پھیلی تھی جسے اس نے مشکل سے کنٹرول کیا تھا جبکہ سڑک کے دوسرے کنارے پہ چند لمحے پہلے ایک آڈی آ کے رکی تھی یہ واقعہ دیکھتے ہی فرنٹ مرر نیچے کو ہوا۔

"دیکھیں باجی "۔۔۔ بغیر کچھ سوچے اس نے بے ساختہ کہا۔

"کیا؟؟؟؟؟۔۔۔۔۔ باجی کس کو بولا؟۔۔۔۔۔ تو باجی۔۔۔۔۔ تیری بیگم باجی۔۔۔۔۔ تیری بہن باجی۔۔۔۔۔ تیرا باپ

باجی۔۔۔۔۔ تیری ساس باجی۔۔۔۔۔ تیرا پورا خاندان باجی " اس نے اس پر چڑھائی کرتے کہا۔

"Disgusting " مزید بحث کیئے بغیر اس نے وقت بچانے میں عقلمندی گردانی اور کار کی جانب بڑھنے لگا۔

"You half english reading male... Come Idhr....Oye... Oye" اسنے پیچھے سے آوازیں

لگائیں جبکہ وہ کار میں بیٹھ کر اپنی منزل پہ گامزن ہو گیا۔

"O my gosh! My naya jora..... How become clear from itni sari matti "۔۔۔

اپنے کپڑوں پہ نظر دوڑاتے وہ افسردگی سے بولی۔



"نالہ بیگم دانیال کہاں ہے؟؟؟"۔۔۔ ہال میں صوفے پہ براجمان ہوتے انہوں نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے پوچھا۔

"دانیال تو آفس کا کہہ کر نکلا تھا۔۔ وہ آفس نہیں آیا کیا؟؟؟"۔ اسنے جواب دیا۔
"اچھا۔۔ لیکن۔۔ میں تو ابھی ابھی آفس سے ہی آرہا ہوں دانیال آفس میں نہیں تھا"۔ سوچ بچار کرتے وہ گویا ہوئے۔

تو آپ دانیال کو کال کر کے پوچھ لیں ہو سکتا ہے کسی کام سے گیا ہو"۔ اسنے اندازہ لگایا۔
"کیا ہوا؟؟؟ کس کو کال کرنے کی بات ہو رہی ہے؟؟؟"۔ گھر داخل ہوتے اسنے با آواز بلند کہا۔
"آئیے بر خوردار آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا"۔ اسحاق نے کہا۔

"آہاں۔۔ کیوں خیریت؟؟؟"۔ اسحاق کے سامنے صوفی پہ بیٹھتے اسنے کہا۔
"ہاں خیریت ہے کہاں گئے تھے؟ نا آفس نا گھر۔۔ کسی کو بتایا بھی نہیں تھا"۔ اسنے مزید کہا۔
"جی ڈیڈ۔۔ میں آفس میں نہیں تھا"۔ سوچ میں ڈوبتے وہ مسکرا دیا۔
"اگر تم آفس نہیں تھے تو پھر کہاں تھے؟؟؟"۔ اسنے وضاحت طلب کی۔

"پاپا ایکچو کلی میں آفس ہی جا رہا تھا مگر۔۔ راستے میں ایک مزیدار انسان مل گیا تو میں وہیں رک گیا"۔ اسنے تفصیل دی۔

"مزیدار انسان۔۔ مطلب ٹیسٹی۔۔ لذیز۔۔ یہ تو تبھی پتہ چلتا ہے جب ہم کسی چیز کو چکھتے ہیں۔۔۔ تم نے اس کو چکھا تھا؟؟؟"۔ آواز کانوں میں گونجتے اسنے ترچھی نگاہ سیڑھیوں کے پاس کھڑے انسان پر ڈالی اور چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیسا لگا میرا سر پر اتر؟؟؟"۔ پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسنے اپنی بھنوں کو جنبش دی۔



"کیا ہوا زینی باجی؟؟؟ کسی سے لڑ کر آرہی ہیں کیا؟؟؟"۔ گھر داخل ہوتے اسکے خستہ حلیے پہ اسے شبہ ہوا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔ اس پوری کل کائنات میں اک میں ہی تو لڑاکا طیارہ ہوں باقی سب تو دودھ کے دھلے اور شریف ہیں۔" اسکے سوال پہ وہ بھڑک اٹھی۔

"اوہو۔۔ کیا ہو گیا ہے زینی باجی؟؟ میں نے تو صرف پوچھا ہے آپ تو شروع ہی ہو گئیں۔" اسنے تاسف سے کہا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔" ماتھے کو تھپکاتے وہ چڑ کر بولی۔

"اس میں کوئی نئی بات ہے؟"۔ وہ منمنائی۔

"کچھ کہا تم نے؟؟"۔ سینڈ لڑا تارتے اسنے کنفرم کیا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔ اچھا بتائیں تو صحیح کہ بھڑکے چھتے میرا مطلب ہے۔۔ آپکو کس نے کچھ کہا۔" اسکے گھورنے پہ اسنے بات پلٹ دی۔

"پتہ نہیں کون تھا؟؟ ایک تو میرے کپڑے خراب کر دیئے اوپر سے english بول کر میرا دماغ خراب کر دیا۔" اسنے وضاحت دی۔

"کمال ہے جو چیز ہے نہیں وہ خراب کیسے ہو گئی"۔ اپنی لٹوں کو سنوارتے وہ دوبارہ سے منمنائی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ویسے ماننا پڑے گا تجھے یار بندہ ایک فون کال ہی کر لیتا ہے۔۔ میں لینے آ جاتا تجھے"۔ اسنے گلہ کرتے کہا۔

"اگر بتا دیتا تو جو تمہارے چہرے پہ دلچسپ تاثرات ہیں وہ دیکھنے کو کیسے ملتے"۔ اسکے چہرے کے گرد انگلی گھماتے وہ مخاطب ہوا۔

"سچ میں یار تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے تمہیں گئے ہوئے بھی تو بہت عرصہ ہو گیا ہے"۔ اسنے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اور مجھے بھی تمہاری بہت یاد آرہی تھی"۔

"اچھا بتاؤ انکل آنٹی سے مل کے آرہے ہو یا سیدھا یہیں نازل ہوئے ہو؟؟"۔ شریر لہجہ اپناتے وہ بولا۔

"نہیں نہیں موم ڈیڈ سے مل کر ہی آرہا ہوں۔۔۔۔۔ اب میں اتنا بھی اتا ولا نہیں تھا کہ ایمرٹس کو یہیں لینڈ کروا دیتا۔۔۔ گھر سے ہونے کے بعد آفس گیا تھا وہاں تم تھے نہیں سوچا گھر ہو گے گھر آیا تو موصوف یہاں بھی نہیں تھے۔" اسنے وضاحت دی۔

"سو سوری یار تجھے ویٹ کرنا پڑا۔۔۔ مجھے سچ میں وقت کا اندازہ ہی نہیں رہا۔" اسنے معذرت کرتے کہا۔
"کوئی بات نہیں یار۔۔۔ اچھا بتا کہ ہر تھا جو وقت کا اندازہ ہی نہیں رہا جناب کو۔" بھنوں کو جنبش دیتے وہ گویا ہوا۔



امی آج کھانے میں کیا بنانا ہے؟؟۔۔۔ بینش نے نسرین کو مخاطب کرتے پوچھا جو اپنے روم میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں محو تھی۔

بیٹا دیکھ لو۔۔۔ نہیں تو زینی سے پوچھ لو اسکا جو دل کرے بنالو۔" قرآن پاک کو سائیڈ پر رکھتے اسنے کہا۔
"امی زینی آپنی سے پوچھنا تو بولے گئیں یہ بنالو وہ بنالو۔۔۔ پورے ہوٹل کی فہرست تھما دیں گئیں۔۔۔ نیل کے ساحل سے تابناک کا شجر۔" اس نے اکتا کے جواب دیا۔
بینش ایسا نہیں بولتے بڑی بہن ہے وہ تمھاری۔" اسنے ڈانٹتے کہا۔
"امی میں کب کچھ بول رہی ہوں۔۔۔ ویسے بھی زینی باجی کے سامنے تو کسی کی چلتی ہی نہیں ہے۔۔۔ ایک بار انکی کار اسٹارٹ ہو جائے تو رکنے کا نام کہاں لیتی ہیں۔" اسنے کہا۔
"بینش۔" نسرین نے آنکھیں نکالیں۔



"دانیال بیٹا وہاں چلا گیا ہے کیا؟؟۔" اسحاق نے کمرے میں داخل ہوتے دانیال کو اکیلا پاتے کہا۔

"جی پاپا۔۔۔ بول رہا تھا کہ پھر آؤں گا ابھی ناہید آنٹی اسکا ویٹ کر رہی ہیں۔"۔ لیپ ٹاپ پہ کام کرتے اسنے کہا۔

"اچھا۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو؟؟؟"۔ بیڈ پہ اسکے قریب بیٹھتے وہ گویا ہوئے۔

"جی پاپا وہ بس آفس کا تھوڑا بہت کام رہتا تھا سو چاکممل کر لو۔"۔ ہنوز ٹائپنگ کرتے اسنے کہا۔

"گڈ۔۔۔ کام مکمل کر لو پھر جلدی سو جانا۔"۔ اسکو تنبیہ کرتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جی پاپا آپ فکر نا کریں جیسے ہی کام مکمل ہو جائے گا میں سو جاؤں گا۔"۔ لیپ ٹاپ پہ نظر جمائے وہ بولا۔



"زینی باجی اگر ناشتہ کر لیتی ہیں نا تو براے مہربانی۔۔۔ میری زندگی پہ احسان کر کے ان برتنوں کو کچن میں رکھ آیا کریں۔"۔ اسکے سامنے میز سے برتن اٹھاتے وہ تپ کر بولی۔

"ہاں تو تمہیں اٹھاتے کیا ہو جاتا ہے تمہارے ہاتھ دکھتے ہیں یا خراب ہو جاتے ہیں اگر تم کچن میں رکھ آئی تو قیامت نہیں آجانی۔"۔ ہاتھ میں ریموٹ لیے وہ ٹی وی پہ نظر ٹکائے بیٹھی تھی۔

"تو بہ ہی ہے جو آپ سے صحیح بات بھی کر لو۔۔۔ عمر میں بڑی ہیں مگر محال ہے جو بڑوں والا ایک بھی فرض ادا کیا ہو۔"۔ برتن سمیٹتے اسنے کچن کی راہ لی۔

"بڑی ہوں تو کیا کروں میں۔۔۔ میں اپنی مرضی سے بڑی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ تمہیں اتنا غم ہے نا تو تم بڑی بن جاؤ۔"۔ اسنے آواز لگاتے کہا۔

"اور اسکے ساتھ ہی آپکو بتاتے چلیں کہ ڈی۔ کے گروپ آف انڈسٹریز کے اونر اسحاق خان نے رمضان کی آمد کی خوشی میں ایک ارب غربا میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اسکے ساتھ ساتھ وہ ہر شام افطار کے لیے دسترخوان بھی لگوائیں گے تاکہ کوئی بھی غریب بھوکا نا سوئے۔"۔ نیوز چینل پہ نمائندے نے آگاہ کرتے کہا۔

"کتنا سخی اور نیک دل انسان ہے یہ۔۔۔ اسحاق خان۔"۔ بینش نے خبر سنتے کہا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"اتنا بھی سخی اور نیک دل نہیں ہونا۔۔۔ بس دکھاوا کر رہا ہے۔۔۔ یہ امیر لوگ نایسے ہی ہوتے ہیں۔" زینی نے نفی کرتے کہا۔

"پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں زینی باجی۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ ڈی۔ کے ہینڈ سم اور گڈ لکنگ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق اور اعلیٰ کردار کا بھی مالک ہے۔" اسنے مزید کہا۔

"اچھا۔۔۔ تم تو ایسے اسکی وکالت کر رہی ہو جیسے تم اسکے ساتھ پلی بڑھی ہو یا تم نے اسے دیکھا ہے۔" اسنے سرد مہری سے کہا۔

"ہلی تو نہیں ہوں مگر اتنا ضرور جانتی ہوں وہ جیسا بھی ہے نا۔۔۔ کم از کم آپ سے تو اچھا ہی ہے۔" اسنے چڑ کر کہا۔



"ہاں ٹھیک ہے میں آ کر دیکھ لیتا ہوں۔" فون کان کے ساتھ لگائے وہ سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔

"دانیال بیٹا تم کہاں جا رہے ہو؟؟؟"۔ کار کا دروازہ کھولتے دانیال کو اسنے ٹوکا تھا۔

"ون منٹ۔۔۔۔۔ ماما میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں آفس جا رہا ہوں۔۔۔ کیوں خیریت آپکو کوئی کام تھا؟؟؟"۔ لمحہ بھر کو فون کان سے ہٹاتے وہ گویا ہوا۔

"نہیں ایسا تو کوئی کام نہیں ہے وہ ذرا افضل بھائی کی طرف جانا تھا وہاں کی مبارک باد کے لیے۔" اسنے وضاحت کرتے کہا۔

"تو ماما شام میں چلیں جائیں گے یا پھر ایسا کریں آپ ڈرائیور کے ساتھ چلے جانا۔۔۔ اوکے میں واپسی پہ آپ سے بات کرتا ہوں۔۔۔ ہاں تو تم کیا بول رہے تھے۔" بات مکمل کرتے اسنے دوبارہ سے فون کان کے ساتھ لگایا۔



"بینش میری بات سنو۔" روم میں داخل ہوتے وہ دائیں سائیڈ پہ صوفے پہ بیٹھی بینش کے پاس جا بیٹھی تھی۔

"بولیں کیا بات ہے؟؟"۔ کتاب میں سر دیئے وہ مخاطب ہوئی۔

"ادھر دیکھو میری طرف اور میری بات غور سے سنو"۔ اسکے کتاب کھینچتے وہ مزید اسکے قریب ہوئی۔

"جی فرمائیں"۔ چہرے پہ سنجیدہ تاثر لیئے وہ بولی۔

"دیکھو رمضان شروع ہونے والا ہے ممکن ہے آج چاند نظر آجائے کیوں نا آج شام ہم پارک چلیں"۔ اسنے مسکراتے کہا۔

"کیا؟؟؟ آپکا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟؟۔۔۔ اماں کو پتہ چلانا تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔ میں کہیں نہیں جا رہی

آپکو جانا ہے تو بے شک چلی جائیں"۔ کتاب کھینچتے وہ مخاطب ہوئی۔

"پلیز بینش چلو نا۔۔۔ تم جانتی ہو میں اکیلے نہیں جاسکتی"۔ اسنے ریکویسٹ کرتے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے اگر آپ اتنا زیادہ کہہ رہی ہیں تو چلی چلوں گی۔۔۔ مگر ایک شرط پہ۔۔۔ پیسے آپ لگائیں گیں"۔

اسنے انگلی کے اشارے سے آگاہ کرتے کہا۔



"ہاں دانیال بیٹا۔۔۔ آؤ نا"۔ دروازے پہ ناک ہوا تو اس نے ایک نظر دروازے پر ڈالی۔

"پاپا میں نے کام مکمل کر لیا ہے۔۔۔ مزید کوئی کام ہے تو بتادیں"۔ ہاتھ میں فائل لیئے وہ اسکے قریب جا کھڑا ہوا۔

"نہیں بیٹا کوئی کام نہیں ہے تم ایسا کروں اب گھر جاؤ میں ایک دو گھنٹے تک آجاتا ہوں"۔ اسنے کہا۔

"اچھا پاپا میں جاتا ہوں مگر آپ یہ فائل ضرور دیکھ لیجئے گا"۔ اسکی طرف فائل بڑھاتے وہ مخاطب ہوا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی چیک کر لیتا ہوں"۔ فائل کو سائیڈ پہ رکھتے اسنے کہا۔

"ارے نائلہ آنٹی آپ؟ اسلام و علیکم"۔ دروازے پہ نائلہ کو دیکھتے وہ حیرت انگیز خوش ہوا تھا۔

"و علیکم السلام شباب بیٹا کیسے ہو؟؟؟"۔ دہلیز کے اندر قدم رکھتی وہ خوش اسلوبی سے بولی۔

"میں ٹھیک ٹھاک۔۔۔ فضل خداوند کریم۔۔۔ آئیے نا۔۔۔ اسنے اسکے ہمراہ اندر کو قدم اٹھانا شروع کیئے۔

"اسلام و علیکم نائلہ۔۔۔ کیسی ہو؟؟؟"۔ مخالف سمت سے آتی خاتون نے کہا۔

"وعلیکم السلام نصرت میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔۔ تم کیسی ہو؟؟؟"۔ اسکے گلے لگتے وہ گویا ہوئی اور سب یکجا مہمان خانے کی جانب چل دیئے۔

"اور سناؤ۔۔۔ دانیال کیسا ہے؟؟؟ اور اسحاق بھائی کیسے ہیں؟؟۔۔۔ انکی طبیعت اب ٹھیک رہتی ہے؟؟؟"۔ صوفے پہ براجمان ہوتے اسنے کہا۔

"دانیال ٹھیک ہے اور اسحاق بھی اب ٹھیک ہیں اللہ کا شکر ہے اب انکی طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ دانیال تو آنا چاہ رہا تھا مگر تمہیں تو پتہ ہے کہ ان باپ بیٹے کی لائف کتنی ٹف ہے۔۔۔ میں نے سوچا وہاب کی مبارکباد دے ہی آؤں پھر رہتارہ جاتا ہے"۔ اسنے وضاحت دی۔



پارک کی شان و شوکت اپنے عروج پر تھی۔۔۔ معمول سے زیادہ رش تھا رمضان کی آمد کے باعث لوگ ایک دن پہلے سیر و تفریح کیلئے اپنے گھروں سے نکل آئے تھے۔

"زینی باجی آئیں نا آسمانی جھولے پہ بیٹھتے ہیں"۔ بینش نے جھولے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"ارے نہیں مجھے نہیں بیٹھنا۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے"۔ اسنے گھبرا کر کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ آپ ایویں ہی ڈر رہی ہیں میں ساتھ ہوں نا آپکے۔۔۔ آئیں میرے ساتھ"۔ اسکا ہاتھ پکڑتے وہ جھولے کی جانب بڑھی۔

"ارے یار اسد میں اچھا خاصہ گھر آرام کر رہا تھا تو نے مجھے خواہ مخواہ یہاں بلوایا"۔ اسکے ہمراہ چلتے وہ ہنوز لفظوں کی قطار باندھ رہا تھا۔

"کیوں کیا تیرے بیوی بچے نہیں رہ سکتے تیرے بغیر"۔ عمر نے شیخی بگاڑی تو سب ہنس دیئے۔

"کیا ہو گیا ہے یار دانیال آج گھوم لے ویسے بھی کل سے آرام ہی کرنا ہے"۔ اسد نے کہا۔

"چلو بوائز آسمانی پہ بیٹھتے ہیں"۔ وہاب نے کہا۔

"ہاں چلو"۔ عمر نے تائید کی۔

وہ چاروں بینش اور زینب والے ڈبے کے پچھلے ڈبے میں سوار ہو گئے۔

"Stop stop ... Please stop.... I am come closer to mout "

چند لمحوں میں جھولے کے تیز ہونے پہ دوشیزہ کی آواز گونج اٹھی تھی۔

"O my gosh! There is big height between me and zameen "

جھولے کے بلندی پہ جاتے ہی اسکی چیخ و پکار میں اضافہ ہو گیا تھا جبکہ مانوس آواز کانوں میں گونجتے وہ متوجہ ہوا تھا۔

"یار کیا لڑکی ہے۔۔۔۔ لگتا ہے بچپن میں انگریزی سکول سے نکالی گئی تھی"۔ اسد نے لاف زنی کی تو سب کا

قہقہہ گونجا۔

"ارے دانی تجھے کیا ہوا؟؟؟"۔ وہاب نے پوچھا۔

"کچھ نہیں یار

".There is big height between dani and zameen

عمر نے شیخی بگاڑتے کہا۔

کچھ ہی منٹوں میں وہ دوشیزہ جھولے سے اتر گئی تھی۔

"گائز میں تم لوگوں کا نیچے ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔ تم لوگ آجانا"۔ وہ بھی تیزی میں بات مکمل کرتا اسکے تعاقب میں

اتر گیا تھا۔

"شکر ہے اللہ جی آپکا۔" زمین پہ قدم رکھتے اسنے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"بات سنیں۔" وہ ہلکی سی دوڑ لگاتے دوشیزہ کے تعاقب میں آیا۔

"کون میں؟؟؟"۔ اپنی طرف انگلی کرتے وہ گویا ہوئی۔

"جی۔۔۔ آپ سے ہی۔۔۔ بات کرنی ہے۔" اسکے قریب آتے اسنے پھولتی سانس سے بات مکمل کی۔

"پہ پانی پی لیں۔" اسکی طرف بوتل کرتے وہ مخاطب ہوئی۔

"تھینکس۔" بوتل کا ڈھکن کھولتے اسنے گھونٹ بھرا تھا۔



"بہت وقت ہو گیا ہے میرا خیال ہے اب مجھے چلنا چاہیے۔" اسنے نشست سے اٹھتے کہا۔

"ارے نائلہ تھوڑی دیر رک جاو کھانا کھا کے چلی جانا۔" اسنے ٹوکتے کہا۔

"نہیں نصرت دیر ہو جائے گی پھر کبھی۔۔۔ اچھا وہاب آیا کیا؟؟؟"۔ دروازے کی طرف قدم اٹھاتے وہ گویا

ہوئی۔

"نہیں میرا نہیں خیال۔۔۔ میں اسے فون کر دیتی ہوں آجائے گا۔" اسنے کہا۔

"ارے نہیں نصرت وہاب دوستوں میں ہو گا ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ پھر صحیح۔" اسنے نفی کرتے کہا۔

"چلیں آئی میں آپکو چھوڑ دیتا ہوں۔" شباب نے کہا۔



"کیا آپکو جھولے سے ڈر لگتا ہے؟؟؟"۔ اسکے سوال پہ دوشیزہ کی آنکھیں باہر کو اٹھیں تھیں۔

No no I am high bahadur.... No afraid of sky swing.... Kon tell You k I am “

.”derpoke????

اسنے اٹک اٹک کر بات مکمل کی۔

"میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھ سے اردو میں بات کریں مجھے یہ ہائی انگریزی سمجھ نہیں آتی۔" اسنے التجا کی۔

"شکر ہے کہ مجھے اسکو ampess کرنے کیلئے english نہیں بولنی پڑنی۔" وہ منمنائی۔

"تو آپ کیا کہہ رہے تھے؟؟" اسنے لا پرواہی سے کہا۔

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ کیا آپکو جھولے سے ڈر لگتا ہے؟؟" اسنے کہا۔

"ن۔ن۔ن۔ نہیں تو۔۔۔۔ وہ تو بس ایسے ہی میری طبیعت خراب تھی اس لیے۔" اسکے ہمراہ قدم اٹھاتے اسنے کہا۔

"اچھا اچھا۔۔۔۔ میں سمجھا کہ آپکو ڈر لگتا ہے۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ میرا نام دانیال ہے" ہاتھ آگے بڑھاتے وہ گویا ہوا۔

"تو؟؟؟؟؟" پہلی بار پتہ چلا ہے کہ تمہارا نام دانیال ہے۔۔۔۔ یا ابھی کسی سے تصدیق نامہ ملا ہے۔۔۔۔

تمہارا نام دانیال ہے اس میں اتنی خوش ہونے والی کیا بات ہے؟؟؟" اسنے تپ کر کہا۔

"ارے آپ تو برامان گئیں۔۔۔۔ سوری۔" ہاتھ نیچے کو کرتے اسنے تاسف سے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں" اسنے کہا۔

"زینی" اسکے مڑتے وہ بولی۔

جی؟؟؟" اسنے پلٹتے کہا۔

"میرا نام زینی۔۔۔۔ میرا مطلب ہے زینب" اسنے کہا۔

شکریہ" اسنے مسکراتے کہا۔

"اچھا شمیم۔۔۔۔۔ جب کچن کے کام سے فری ہو جاؤنا تو میرے روم میں آنا مجھے تم سے کام ہے۔" کچن کی طرف بڑھتی شمیم کو اسنے ٹوک کر کہا۔

"جی بہتر بیگم صاحبہ۔" اسنے جوابا کہا۔



"زینی باجی کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟؟؟" جائے نماز سائیڈ پہ رکھتے وہ گویا ہوئی۔

"ہاں پڑھ لی ہے۔" فون پہ نگاہ جمائے اسنے کہا۔

"اچھا۔۔۔ تو اب آپ کیا کر رہی ہیں؟؟؟" بیڈ کے دوسری جانب بیٹھتے وہ مخاطب ہوئی۔

"کچھ نہیں بس whatass app پہ دوست سے بات کر رہی ہوں" اسنے کہا۔

"آپ whatass app ہی چلا سکتی ہیں کیونکہ what's app تو آپکے بس کی بات ہی نہیں ہے۔" دوپٹے کو بیڈ

کے تاج پہ رکھتے وہ لیٹ گئی تھی جبکہ اسکی بات سے لاپرواہ وہ ہنوز فون پہ لگی تھی۔

"زینی بیٹا ابا کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔۔ دوائی بھی ختم ہو گئی ہے تم جا کر لے آؤ۔" روم میں داخل ہوتے

نسرین نے ہڑبڑاہٹ میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے اما؟؟؟۔۔۔۔۔ ابا کا تو روز کا معمول ہے جب بھی میں آرام کرنے لگوں ابا کی طبیعت بگڑ جاتی

ہے۔۔۔۔۔ ایسی عجیب اور بد مزاج طبیعت ہے ابا کی۔" اسنے لاپرواہی سے کہا۔

"زینی باجی خدا کو مانیں۔۔۔۔۔ ابا کی طبیعت خراب ہے اور آپکو اپنے آرام کی پڑی ہے۔" بینش اٹھ بیٹھی تھی۔

"ہاں تو اب تم بھی شروع ہو جاؤ۔۔۔۔۔ یک ناشد دوشد۔۔۔۔۔ میری بھلائی اسی میں ہے کہ جا کر دوائی لے آؤں

ورنہ ابا کے ساتھ ساتھ اما اور تم نے مجھے آرام سے نہیں رہنے دینا۔۔۔۔۔ سبھی میرے آرام کے دشمن ہیں۔"

فون سائیڈ پہ رکھتے اسنے بیڈ سے اٹھتے کہا۔



"جو میں نے کل تمہیں کپڑے دیئے تھے کیا وہ سارے دھل گئے ہیں؟؟"۔ اسنے کنفرم کیا۔

"جی بیگم صاحبہ وہ تو میں نے دھو کے استری بھی کر دیئے ہیں"۔ اسنے جوابا کہا۔

"اچھا تو ایک کام کرو میری وارڈروب سیٹ کر دو بہت تباہی مچی ہوئی ہے"۔ اسنے کہا۔

"جی اچھا بیگم صاحبہ"۔

"دھیان سے صفائی کرنا کپڑے بہت قیمتی اور مہنگے ہیں کہیں خراب نا ہو جائیں"۔ اسنے سختی سے تنبیہ کرتے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کچھ خراب نہیں ہو گا میں احتیاط کروں گی"۔ اسنے کہا۔



نماز سے واپسی پر وہ اپنی دھن میں مگن تیز رفتاری میں سائیکل چلاتے آرہا تھا۔

You close eyes male version brake my leg piece along with my foot..... “

”Allah put gol button on your shakal

گلی کے مڑتے ہی ایک دوشیزہ اسکی سائیکل سے ٹکرائی تھی۔

"معافی چاہتا ہوں۔۔۔ میرا بالکل دھیان نہیں تھا اس لیے دکھا نہیں"۔ سائیکل سے اترتے اسنے معذرت طلب کی۔

"تم؟؟؟؟"۔ پاؤں کو مسلتے اسنے اوپر کو دیکھا تھا۔

"آپ؟؟؟؟۔۔۔ اس وقت یہاں؟؟"۔ اسنے حیرت سے پوچھا۔

"تو کیا کوئی وقت مقرر ہونا تھا تبھی میں یہاں پائی جاتی؟؟"۔ اسنے غصے میں جواب دیا۔

"نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔۔۔ آپ کہاں جا رہی ہیں؟؟"۔ اسنے کہا۔

"میرے ابا کی طبیعت خراب ہے تو دوائی لینے جارہی تھی۔" اسنے تاسف سے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ تو آپ کیسے جائیں گیں؟؟؟" اسنے پوچھا۔

"کیا مطلب کیسے جاؤں گی جیسے گھر سے آئی ہوں۔۔۔۔۔ گیارہ نمبر بس سے مگر تمھاری وجہ سے بس کا ٹائر پنچر ہو گیا۔" اسنے افسردگی سے کہا۔

"جی؟؟؟" اسنے اس پر سوالیہ نظریں ٹھہرائیں۔

"جی کیا؟؟؟؟؟" دھک نہیں رہا

"My leg piece along with my foot contain so many pains in it

"سو سوری مجھے سچ میں اس بات کا علم نہیں تھا کہ آپ آرہی ہیں۔۔۔۔۔ ایک کام کریں آپ میرا یہیں ویٹ کریں میں آپکو دوائی لا دیتا ہوں"۔ معذرت کرتے اسنے کہا۔

"بات تو تمھاری ٹھیک ہے آخر تمھاری وجہ سے میری یہ حالت ہے۔۔۔۔۔ تمھاری سزا ہے کہ تم ہی دوائی لے کر آؤ۔۔۔۔۔ اور سنو میں نے پیسے کوئی نہیں دینے تم ہی دو گے"۔ اسنے دوبارہ سے پاؤں مسلتے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میں پیسے نہیں لوں گا"۔ اسنے مسکراتے کہا اور سائیکل پہ سوار ہو گیا۔

وہاں تم نے میرے فون کا چارجر دیکھا ہے کیا؟؟؟" اسنے روم میں داخل ہوتے ہی وہ گویا ہوا۔

"نہیں میں نے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ میں نے تمھارا چارجر کیا کرنا تھا شباب؟۔ تم اپنی چیزوں کی خود کیئر کیا کرو"۔ فون پہ لگے وہ بیڈ کے تاج کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"اوہو۔۔۔۔۔ کیئر کرتا ہوں مگر پھر بھی گم جاتی ہیں"۔ لاعلمی میں بولتے وہ اسنے قریب گیا۔

"جانا کہاں ہے یا اپنے روم میں چیک کرو وہیں ہو گا۔۔۔۔۔ تمھیں شاید روزہ لگا ہے اگر اس وقت تمھارے سامنے

اونٹ بھی کھڑا ہونا وہ بھی نظر نہیں آنا"۔ ہنوز فون پہ لگے اسنے کہا۔

"ہاہاہا۔۔۔۔۔ ویری فنی۔۔۔ اچھا تم کیا کر رہے ہو؟؟؟"۔ بیڈ پہ اسکے قریب بیٹھتے وہ مخاطب ہوا۔
"ٹمپل رن کھیل رہا ہوں"۔ اسنے جواب دیا۔

Good... Excellent...Keep it up"

یہ ہیں وہاب صاحب دامائننگ انجینئر"۔ اسکے پیٹ پہ مکا مارتے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
"ویسے نابڑے ہی کوئی عجیب شے ہو تم"۔ پیٹ پہ ہاتھ رکھتے وہ تپ کر بولا تھا۔
"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ پتہ ہے مجھے"۔ بھاری آواز میں بولتے وہ روم سے نکل گیا تھا۔



"زینی باجی کیا آپ دوائیاں لے آئیں ہیں؟؟؟"۔ اسنے برآمدے میں اطمینان سے بیٹھی زینی کو مخاطب کرتے کہا۔
"ہاں لے آئی ہوں"۔ رسالے میں سر دیئے وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اچھا۔۔۔۔۔ زینی باجی میری مدد ہی کروادیں۔۔۔۔۔ آپ فارغ جو بیٹھی ہیں"۔ اسکے قریب جاتے ہی وہ بولی۔
"کیا مطلب ہے تمہارا کہ میں کوئی کام نہیں کرتی؟۔۔۔۔۔ ابھی ابا کی دوائیں کون لایا تھا؟۔۔۔۔۔ بولو ذرا۔۔۔۔۔ میں نے کوئی ایدھی سنٹر نہیں کھول رکھا کہ سب کی مدد کرتی پھروں"۔ رسالہ سائیڈ پہ کرتے وہ بھڑک کر بولی تھی۔
"خدا کا واسطہ ہے آپکو۔۔۔۔۔ کبھی تو آرام سے بات کر لیا کریں"۔ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے اسنے اپیل کی۔
"ہاں تو آرام سے ہی کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ میں نے کیا تمہارے سر میں پتھر مار دیئے ہیں جو گلے شکوے کر رہی ہو"۔
اسکی آنکھوں میں گھوری ڈالتے وہ گویا ہوئی۔

"توبہ ہی ہے آپ سے تو"۔ وہ بے بس اپنے روم میں چلی گئی۔



"دن بدن گرمی کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ ابھی تو رمضان کی آمد ہوئی نجانے آگے کیا حال ہو گا"۔ ہال

میں صوفے پہ بیٹھی نائلہ نے اسحاق کو مخاطب کرتے کہا۔

"بس اللہ سے دعا ہی کر سکتے ہیں سورج کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے جو نہیں۔۔۔۔ اب بس وہی ذات ہم پہ رحم کرے۔" اسحاق نے اخبار ٹٹولتے کہا۔

"آمین۔۔۔۔ اچھا آپ ایسا کریں نہا کے فریش ہو جائیں پھر سو جائیے گا میں آپکو عصر کے وقت جگا دوں گی۔" نائلہ نے کہا۔

"کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں ایسا ہی کرتا ہوں ویسے بھی ابھی بہت ٹائم ہے۔" اخبار سائیڈ پہ رکھتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اچھا میں جاتا ہوں۔۔۔۔ ایسا کرنے مجھے عصر سے پہلے جگا دینا۔" اسکو مخاطب کرتے وہ روم کی جانب بڑھ گئے۔



"زینی یہ افطار کے سامان کی لسٹ ہے تم جا کر بازار سے لے آؤ۔" نسرین نے اسکی طرف لسٹ بڑھاتے کہا۔ اچھا اما ادھر دیں۔" لسٹ پکڑتے وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

روم میں جاتے زینی نے اپنا حلیہ درست کیا اور کلچ لے کر بازار کیلئے نکل کھڑی ہوئی۔

بلیک قمیض شلوار پہ ریڈ دوپٹہ جو کہ زینی نے گلے میں ڈال رکھا تھا۔ بالوں کی ڈھیلی چٹیا بنی تھی جو کہ اس نے آگے کو کر رکھی تھی۔۔۔ آنکھوں پہ گول شیشے والے سن گلاسز اور پاؤں میں بلیک ناگرے۔۔۔ وہ اپنی دھن میں چلتے چلتے ایک یوٹیلٹی سٹور پہ جا پہنچی۔

"ایس میم؟؟؟" سٹور میں داخل ہوتے اسے ریسپشن پہ کھڑے انسان نے مخاطب کرتے کہا۔

"Jam e shereen Is????"

گلے کو صاف کرتے اسنے گلاسز سر پہ ٹکاتے کہا۔

"یس میم"۔ بولتے ہی وہ جام شیریں والے سٹال کے طرف بڑھا۔

یہ لیں میم اسکے علاوہ؟؟؟"۔ کاونٹر پہ جام شیریں رکھتے اسنے دوبارہ پوچھا۔

"I want some curly long hair type yellow yellow thing in red packet "

"جی میم"۔ اسکی اس definition پہ کاونٹر پہ کھڑے انسان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"My Gosh..... You non reading male O"

وہ منمنائی۔

"Noodaals"۔ اسنے کہا۔

"او اچھا اچھا نوڈلز"۔ اسنے دہرا کر کہا۔

"یہ لیں میم۔۔۔۔ نوڈلز"۔ اسنے کاونٹر پہ رکھتے کہا۔

"اسکے علاوہ؟؟؟"۔ اسنے دوبارہ پوچھا۔

"Some No"۔ اسنے کہا۔

"جی؟؟؟"۔ اسنے سوالیہ نظریں ٹھہرائیں۔

"کچھ نہیں"۔ اسنے جوابا کہا۔

"Catch me list of all mathematics"

اسنے دوبارہ سے گلاسز آنکھوں پر سجائیں۔

"جی؟؟؟"۔ اسنے دوبارہ سے سوالیہ نظریں ٹھہراتے پوچھا۔

....O Gosh"

مجھے حساب کی لسٹ پکڑادو"۔ اسنے تپ کر کہا۔



سات بجتے ہی تمام مساجد میں ہوٹرز کی ساتھ ساتھ مغرب کی اذانیں بھی گونج اٹھیں تھیں۔۔۔۔۔ سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بعد تمام مسلمان اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اسکا شکر بجالائے تھے۔

"شیم تم نے افطاری کر لی؟؟؟" پاس آتی ملازمہ کر اسنے مخاطب کیا۔

"جی بیگم صاحبہ میں نے افطاری کر لی ہے۔۔۔ آپکو کچھ چاہیے؟؟ کہیں تو کھانا بھی لگا دوں؟؟" اسنے مزید کہا۔
"نہیں شیم ابھی میرا نہیں خیال کہ کسی کا کھانے کا موڈ ہو گا۔۔۔ کھانا بعد میں لگا دینا میں بتا دوں گی" اسنے کہا۔
"شیم آنٹی ایک کام کریں میرے روم میں ایک جگ پانی کالے آئیں"۔ کرسی کو پیچھے کو گھسیٹتے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
"اچھا بیٹا"۔ جواب دیتے وہ کچن کی جانب بڑھی تھی۔



"واہ فروٹ چاٹ۔۔۔۔۔ اما مجھے بھی ڈال دو"۔ میز پر پڑی پلیٹ کو دیکھتے اسکا چہرہ کھل اٹھا تھا۔
"نہیں زینی یہ چاٹ تمہارے ابا کیلئے ہے۔۔۔۔۔ فروٹ اتنا نہیں تھا کہ سب کیلئے بن سکتی"۔ نسرین نے نفی کرتے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی کہ صرف ابا کیلئے بنائی ہے۔۔۔۔۔ ابا نے کونسا روزہ رکھا تھا سارا دن تو کھاتے رہے ہیں۔۔۔۔۔ آپ یہ چاٹ مجھے دیں ابا کو کل بنا دینا"۔ اسنے ناک چڑاتے ہاتھ آگے بڑھایا۔
"نہیں زینی تمہیں کل بنا دوں گی ابھی ابا کو کھانے دو تم جانتی ہو انکی طبیعت ٹھیک نہیں یہ انکے لیئے صحیح ہے"۔
اسنے دوبارہ نے نفی کی۔

"مگر مجھے آج ہی کھانی ہے"۔ وہ بھی کہاں سننے والی تھی۔

"زینی باجی جب امی بول رہی ہیں کہ آپکو کل بنا دیں گیں تو آپ کیوں ضد کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ یہ ابا کی ہے انہیں ہی

کھانے دیں۔" - بینش نے کہا۔

"کیوں ابا کا نام لکھا ہے کیا اس پہ۔۔۔۔۔ چاٹ تو میں ہی کھاؤں گی۔" - نسرین کے ہاتھ سے پلیٹ لیئے وہ روم کی جانب بڑھی تھی۔

"زینی تجھے اللہ پوچھے بوڑھے اما ابا کو بھی پریشان کر کے رکھا ہے۔" - نسرین نے سر پکڑتے کہا۔



مسجد سے واپسی پہ وہ سیدھا اپنے روم میں آیا تھا۔ فون پہ بیل بجی تو وہ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔۔ سکرین پہ وہاب کا نمبر چمک رہا تھا۔

"ہاں وہاب بول۔" - کال اٹینڈ کرتے اسنے کہا۔

"نا سلام نادعا نا حال نا چال۔۔۔۔۔ ہاں وہاب بول۔" - دوسری طرف مصنوعی ناراضگی ظاہر کرتے وہ گویا ہوا۔

"سوری مائی لارڈ۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟؟ کیا حال چال ہیں آپ کے؟؟؟ آپ کے بال بچے کیسے ہیں؟؟؟" - بغیر کسی ٹھہراؤ کے اسنے کہا۔

"بس بس۔۔۔۔۔ سانس تو لے لو۔۔۔۔۔ و علیکم السلام۔۔۔۔۔ اللہ کا فضل ہے۔۔۔۔۔ بال تو ٹھیک ہیں بچے ابھی آئے نہیں۔" - اسنے لاف زنی کی۔

"ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ بڑی جلدی نہیں ہے۔" - دانیال کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"نہیں نہیں مجھے کوئی جلدی نہیں ہے وہ تو تمہارے سوالوں کے پیش نظر جواب دے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اچھا سناو کیا کر رہے ہو؟؟؟" - دوسری جانب مصنوعی سنجیدگی کا اظہار ہوا۔

"کچھ نہیں یار بس سحری کی ہے پھر مسجد چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ جب تمہاری کال آئی ہے اس سے ایک سیکنڈ پہلے روم میں قدم رکھا تھا۔" - اسنے وضاحت دی۔



"لایاں لایاں میں تیرے نال ڈھولناوے

لایاں لایاں میں تیرے نال ڈھولناوے

اکو دل سی ریا میرے کول ناوے

میں تالٹی گئی آں ڈھولنا

کانوں میں ہینڈز فری لگائے اسنے پورے گھر کو سر پہ اٹھائے برآمدے میں ڈیڑھ ڈالا تھا۔

Listen sung e marmar ki this pillars"

Some no Is Infront of you

."Today this heart on raj tumhara

اب باقاعدہ اسنے گانوں کا بیڑہ غرق کرنا شروع کیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو زینی باجی خدا کا خوف کریں ابھی ابھی نماز پڑھ کر آئی ہیں اور تو اور آپ نے روزہ بھی رکھا

ہے۔" اسکے قریب جاتے اس نے اسکے کانوں سے ہینڈز فری نکالتے کہا۔

"ہاں تو روزہ یہ تو نہیں بولتا کہ منہ بند کر لو۔" اسنے بھڑک کر کہا۔

"بیشک روزہ یہ نہیں کہتا کہ منہ بند کر لو۔۔۔ مگر یہ بھی نہیں بولتا کہ ایسا کرو۔۔۔ کیونکہ بھوک پیاس کے ساتھ

ساتھ ہماری آنکھوں، ہاتھوں یہاں تک کہ جسم کے ہر ایک حصے کا روزہ ہوتا ہے" اسنے تفصیلاً کہا۔

"میری ماں مجھے معافی دو۔۔۔ خود تو جیسے جج کر کے آئی ہو۔۔۔ اگر رمضان میں گناہ ملتا ہے نا تو عام دنوں میں بھی

اتنا ہی ملتا ہے۔۔۔ عام دنوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی فری پکیج یا سستی آفر نہیں رکھی۔" بھڑاس نکالتے اسنے دوبارہ

سے ہینڈز فری لگائے اور لیٹ گئی۔



"ایکس کیوز می سر"۔ ایک دوشیزہ اسکے تعاقب میں آواز لگاتے آئی تھی۔

"یس؟"۔ اسنے مڑتے ہی کہا۔

"سر مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے"۔ اسنے جھجکتے کہا۔

"جی کہیں؟"۔ اسنے سوالیہ نظریں ٹھہرائیں۔

"سروہ۔۔۔ مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے اگر۔۔۔ آپ دیں تو؟؟؟"۔ اسنے جھکے نظروں سے کہا۔

"کیوں خیریت مس شزہ؟؟ آپکو سیلڑی مل تو گئی ہے"۔ اسنے حیرت سے پوچھا۔

"جی سر سیلڑی مل گئی ہے مگر؟"۔ اسنے جوابا کہا۔

"پھر؟؟؟"۔ اسنے مزید پوچھا۔

"سر ایکچو نکلی میری امی کی طبیعت خراب ہے انکا آپریشن کروانا ہے۔۔۔ رشتہ داروں سے کہا مگر کوئی دینے کو تیار

نہیں ہے۔۔۔ آپ تا جانتے ہیں میرے بابا کا انتقال ہو گیا تھا ایک ماہ پہلے۔۔۔ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی میں

ہی ہوں۔۔۔ پلیز سر آپ سے گزارش ہے کہ ابھی مجھے پیسے دے دیں۔۔۔ آئندہ ماہ سیلڑی مت دیجیے گا"۔ نم

آنکھیں لیئے وہ افسردگی سے گویا ہوئی۔

"نہیں مس شزہ آپ ایسا مت کہیں۔۔۔ سیلڑی آپکا حق ہے۔۔۔ وہ آپکو ضرور ملے گی۔۔۔ آپ فکرنا کریں

آپکو جتنی رقم چاہیے آپ میرے پی۔اے کو بتا دیں وہ آپکو دے دے گا"۔ اسنے خوش اسلوبی سے کہا۔



"بھائی مجھے ایک کلویاس دینا"۔ بازار میں سبزی والے ٹھیلے کے پاس رکتے اسنے کہا۔

"جی اچھا"۔ اسنے کہا۔

"یہ لیں بہن"۔ اسنے پیاز تول کر اسکی طرف بڑھائے۔

"یہ نہیں"۔ اسنے نفی کرتے کہا۔

"تو پھر؟؟؟"۔ اسنے پوچھا۔

PEAS

پیاس "اس نے ہر لفظ پہ زور دیتے کہا۔

"اوہو بھائی۔۔۔ یہ پیاس"۔ اسنے اسکی سوالیہ نظروں پہ مٹروں کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"او اچھا اچھا۔۔ ایک منٹ"۔ اسنے کہا۔

"اوائے تیری ماں کا بازو ہے جو ٹچ کر رہا ہے"۔ رش کے باوجود ایک نوجوان کے ٹکرانے سے وہ بھڑک اٹھی۔

"سوری غلطی سے ہاتھ لگ گیا"۔ اسنے معذرت کرتے کہا۔

"ایسے کیسے غلطی سے لگ گیا۔۔ میں جانتی ہوں تم جیسوں کو۔۔ پہلے جان کے ٹچ کرتے ہیں پھر کہتے ہیں غلطی

سے لگ گیا"۔ اسنے مزید تپ کر کہا۔

"ارے میں کہہ تو رہا ہوں رش تھا اس لیے غلطی سے لگ گیا"۔ اسنے دوبارہ کہا۔

"تم ایسے نہیں مانو گے ایک منٹ"۔ اسنے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا تب جا کر اسکی نظر ایک پتھر پہ ٹکی۔۔ اسنے

پتھر اٹھایا اور سامنے کھڑے انسان کی طرف اچھالا۔۔ بچاؤ کے باوجود وہ پتھر اسکے ماتھے پہ جا لگا تھا۔۔ پتھر لگنے

سے خون کی پھٹکی نکل آئی تھی۔

"سوری ہاتھوں سے غلطی سے چھوٹ گیا"۔ اسنے طنزیہ کہا اور اٹے پاؤں دوڑ لگا دی کیونکہ اسنے یہ واردات دوسری

بار کی تھی آئندہ احتیاط کیلئے لوگوں نے اسے پکڑنے کی ٹھانی تھی۔۔ وہ اپنے بچاؤ کیلئے اپنے پیچھے آتے ہجوم سے

دور بھاگ رہی تھی۔

"ہائے"۔ ایک نوجوان اسکے ہمراہ دوڑنے لگا تھا۔

"تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟"۔ اسنے اسے دیکھتے ہی تپ کر کہا۔

"کیوں کوئی وقت مقرر ہونا تھا کیا۔۔۔ اچھا بتائیں آپکا روزہ نہیں ہے کیا؟؟؟ ابھی تو افطاری بھی نہیں ہوئی اور آپ جاگنگ کرنے نکل آئیں"۔ اسنے لاف زنی کرتے کہا۔

"میرا روزہ ہے۔۔۔ اور مجھے کوئی شوق نہیں تھا اتنی دھوپ میں ایسے جاگنگ کرنے کا"۔ اسنے ہمراہ ہنوز دوڑتے اسنے کہا۔

"تو پھر؟؟؟"۔ اسنے اسکو دیکھتے کہا۔

"یہ میرے پیچھے آوازیں سن رہے ہونا۔۔۔ یہ سب مجھے پکڑنا چاہتے ہیں کیونکہ میں نے ایک انسان کا سر پھاڑ دیا ہے"۔ اسنے اطمینان سے جواب دیا۔

"کیا؟؟؟؟"۔ اسکی اس بات پہ اسکے قدم رک گئے تھے۔

"اب چلو ورنہ یہ تمہیں بھی ماریں گے"۔ اسنے آواز لگاتے کہا۔

"اسے کہتے ہیں آئیل مجھے مار"۔ بڑبڑاتے اسنے پھر سے دوڑنا شروع کیا تھا۔

"اسلام وعلیکم آنٹی"۔ خان ہاوس داخل ہوتے ہی اسنے ہال میں بیٹھی نائلہ کو مخاطب کرتے کہا۔

"وعلیکم السلام وہاب۔۔۔ بیٹا کیسے ہو؟؟؟"۔ اسکی پیٹھ پہ ہاتھ پھیرتے وہ خوش اسلوبی سے بولی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی۔۔۔۔۔ یہ دانیال کہاں ہے؟؟؟"۔ صوفی پہ بیٹھتے اسنے ادھر ادھر نظر دوڑاتے پوچھا۔

"بیٹا دانیال آفس گیا تھا وہیں ہوگا"۔ اسنے لاعلمی میں کہا۔

"نہیں آنٹی دانیال آفس نہیں ہے۔۔۔ میں وہاں گیا تھا تو پتہ چلا کہ وہ چارپانچ گھنٹوں سے غائب ہے اسکا کوئی ایسا

فرینڈ بھی نہیں ہے کہ جسکے پاس وہ جاسکے۔۔۔ میں نے سوچا وہ گھر ہوگا مگر آپ بتا رہی ہیں کہ وہ گھر بھی نہیں

آیا۔ اسنے وضاحت کرتے کہا۔

"اچھا بیٹا مگر دانیال ناہی گھر آیا ہے اور ناہی کال کر کے انعام کیا ہے۔" نائلہ نے کہا۔



وہ دونوں بھاگتے بھاگتے ایک شاندار چمکتی بلیک آڈی کے پاس جار کے تھے۔

"جلدی سے اس میں بیٹھو۔" اسنے کار کی دوسری جانب کھڑی دو شیزہ کو با آواز بلند کہا۔

"یہ کار تمھاری ہے؟؟؟"۔ کار کا اندرونی جائزہ لیتے اسنے پوچھا۔

"ہاں میری ہے۔" کار سٹارٹ کرتے اسنے کار کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

"سچ میں یہ کار تمھاری ہے؟؟؟"۔ اس پہ نظر دوڑاتے بغیر چہرے کے تاثرات بدلے اسنے دوبارہ پوچھا۔

"ہاں میری ہے۔۔۔ تمھیں یقین کیوں نہیں آرہا۔" ہنوز ڈرائیونگ کرتے اسنے کہا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔۔ بہت پیاری ہے اور بہت بڑی بھی۔" اسنے کہا۔

"مگر تم سے کم۔" وہ منمنایا۔

"تم نے کچھ کہا۔" اسنے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔ شکر یہ۔" اس پہ نگاہ ڈالتے وہ مسکرا دیا۔

"اس میں پنکھا بھی لگا ہے۔" کچھ لمحے سائیڈ مرر سے باہر دیکھنے کے بعد اسنے برق رفتاری سے کہا۔

"کیا؟؟؟"۔ اسکے سوال پہ اسکا منہ کھل گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔ اس میں پنکھا بھی لگا ہے دیکھو شیشے بند ہیں پھر بھی کیسی ٹھنڈی ہوا آرہی ہے۔" اس نے اسکی طرف

دیکھتے پر جوش ہوتے کہا۔

"ہ۔ہ۔ہاں اس میں پنکھا بھی ہے۔" بمشکل ہنسی کنٹرول کرتے وہ دوبارہ سے سامنے دیکھنے لگا۔



"میں نے دانیال کو کال کر دی ہے۔۔۔ وہ بس پہنچنے والا ہے۔" اسحاق نے ہال میں آتے کہا۔
"ٹھیک ہے انکل جب دانیال آئے تو اسے میرا بتا دیجئے گا اور بولیں گے کہ مجھ سے ضرور مل لے" اسنے نشست سے اٹھتے کہا۔

"ارے بیٹا بیٹھو دانیال آنے والا ہو گا اسکے ساتھ چلے جانا۔" نانکھ نے کہا۔
"نہیں آنٹی مجھے دیر ہو رہی ہے آپ پلیر اسے بتا دیجئے گا۔۔۔ ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔" اجازت طلب کرتے وہ گھر سے نکل گیا تھا۔



"کیا سوچ رہی ہیں زینی باجی؟؟؟" شیشے کے سامنے بیٹھی زینی کر اسنے مخاطب کرتے کہا۔
"زینی باجی۔" جواب نالنے پہ اسنے اسے جھنجھوڑا تھا۔
"ہاں۔" پلکیں جھپکاتے اسنے کہا۔
"کیا سوچ رہی ہیں ایسا جس سے آپ کو ارد گرد کا ہوش ہی نہیں ہے۔" اسکے سامنے جاتے اسنے پوچھا۔
"بینش اللہ لوگوں میں تضاد کیوں رکھتا ہے؟؟؟" بینش پہ نگاہ ڈالتے چہرے پہ سنجیدگی لیئے اسنے کہا۔
"کیا مطلب؟ کیا تضاد؟؟؟" اسکے سوال پہ وہ حیران ہوئی۔
"یہی کہ سب مسلمان ایک اسی کی عبادت کرتے ہیں۔۔۔۔ مگر کچھ کو وہ نوازتا ہے اور کچھ کو محتاج رکھتا ہے۔" اسنے وضاحت کرتے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے زینی باجی۔۔۔ اللہ کی ذات نے کسی کو مکمل نہیں بنایا کسی کو دولت سے مالا مال کیا ہے تو کسی کو قدرتی حسن سے۔۔۔۔ جو کہ آپ کے پاس ہے۔" اسکا چہرہ ہاتھوں میں سموئے اسنے کہا۔



"دانیال بیٹا تم کب آئے؟؟؟"۔ اسکو روم میں دیکھتے ہی اسے تعجب ہوا۔

"جی ڈیڈ بس ابھی ابھی"۔ اسکی طرف قدم اٹھاتے وہ گویا ہوا۔

"خیریت تو ہے نا؟؟؟ آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں"۔ اسکے سامنے براجمان ہوتے اسنے پوچھا۔

"ہاں بیٹا وہ وہاب آیا تھا"۔ اس نے بات کا آغاز کیا تھا۔

"کیا؟ وہاب آیا تھا مجھ سے ملے بنا ہی چلا گیا"۔ اسنے ٹوک کر سوال کیا۔

"بیٹا وہ تمہارا ہی منتظر تھا مگر تمہیں تھوڑا وقت لگنا تھا اس لیے وہ چلا گیا۔۔۔ تم اسے جا کر مل لو"۔ اسنے کہا۔

"مگر کیوں ڈیڈ؟ کیا ہوا ہے؟ سب خیریت تو ہے نا؟؟؟"۔ اسنے عجلت میں پوچھا۔

"دانی بیٹا خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ آج شباب افطار کا سامان لینے بازار گیا تھا تو ایک

لڑکی سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔۔۔ اس لڑکی نے اسکو پتھر مار کر اسکا سر پھاڑ دیا ہے"۔ اسنے تفصیلاً کہا۔

جبکہ اسکی بات پہ دانیال کے ہوش اڑ گئے تھے۔



افطار کے بعد کام سے فارغ ہو کر زینب اور بینش اپنے روم میں بیٹھی تھیں۔

"زینی کل میرے ساتھ بازار چلنا ایک جوڑا لانا ہے"۔ نسرین نے روم میں داخل ہوتے کہا۔

"کیوں اما خیریت تو ہے یہ بیٹھے بٹھائے تمہیں کیا نئے جوڑے کی پڑ گئی ہے"۔ فون سے نظر ہٹائے اسنے پوچھا۔

"ہاں وہ بلقیس کی کال آئی تھی کہ عروج کے دن باندھنے ہیں۔۔۔ مجھے وہاں جانا ہے پوری برادری ہوگی اس طرح

اچھا نہیں لگتا۔۔۔ سوچا نیا جوڑا لے آؤں"۔ نسرین نے تفصیلاً کہا۔

"واہ اما اتنے سارے تو جوڑے ہیں تمہارے پاس کوئی سا بھی ایک پہن جاو۔۔۔ ویسے بھی نیا جوڑا پہن لینے سے

کو نسا تمہارا بڑھا پاؤ ہل جانا ہے"۔ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسنے دو ٹوک کہا۔

"زینی باجی آپ امی سے کس لہجے میں بات کر رہی ہیں؟" - بینش نے تپ کر کہا۔

"کیا مطلب کس لہجے میں بات کر رہی ہوں۔۔۔ اسی میں بات کر رہی ہوں جس میں اما مجھ سے کرتی ہے۔۔۔ مجھے منع کرتی ہیں کہ بازار نہیں جانا میں خرچا بہت کرتی ہوں اور خود۔۔ اپنا تو نظر نہیں آتا" - زینی نے بھڑک کر کہا۔

"تو امی کو نسا روز روز بازار جاتی ہیں آپ کی طرح" - بینش نے بال سنوارتے کہا۔

"یہ تم مجھ سے کس انداز میں بات کر رہی ہو؟ - بڑی بہن ہوں میں تمھاری" - فون سائیڈ پہ پٹختے زینی نے بھڑک کر کہا۔

"اسی لہجے میں جس میں سامنے والا مخاطب ہے" - بینش نے پرسکون جواب دیا۔

"اچھا زینی باجی بحث کیوں کر رہی ہیں امی نے جوڑے کا بولا ہے کل آپ لا دینا" - بینش نے بات گول کرتے کہا۔

"اچھا اما کل بینش کے ساتھ جا کر لے آؤں گی تمھارے لیے ایک نیا جوڑا" - زینی نے منہ بسورتے کہا۔



"وہاب یار جو ہونا تھا ہو گیا ویسے بھی اتنی گہری چوٹ نہیں آئی شباب کو انشا اللہ جلد ٹھیک ہو جائے گی" - دانیال نے وہاب کو تسلی دیتے کہا۔

"نہیں دانی وہ بات نہیں ہے نا ہی میں پریشان ہوں۔۔۔ مجھے امید ہے کہ شباب کی چوٹ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی مگر۔۔۔" وہاب نے کہا۔

"دانیال بھائی قسم سے اگر وہ لڑکی مجھے دوبارہ سے ملی نا تو میں اسے چھوڑوں گا نہیں" - شباب نے ٹوکتے کہا۔

"ارے یار شباب۔۔۔۔۔ ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ پریشان نہیں ہو جایا کرتے۔۔۔ ویسے بھی تمھیں چوٹ آئی

ہے تمھارے لیے ٹینشن لینا اچھا نہیں ہے" - دانیال نے اسکے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے اسکا دھیان

بھٹکانے کی کوشش کی تھی۔

"دانیال بھائی آپ نہیں جانتے وہ کتنی بد لحاظ اور منہ پھٹ لڑکی تھی۔۔۔ غلطی بھی اسی کی تھی اور پتھر بھی اسی نے مارا۔۔۔ خواہ مخواہ مصیبت گلے پڑ گئی۔" شباب ہنوز آگ برسانے میں لگا تھا۔

"شباب لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں تو فکر مند کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ چھوڑو بھی وہ اپنے حال میں مست ہوگی تو بھی عیاشی کر چل مار۔۔۔ چھڈ دے یار۔" دانیال نے اسکا پیٹ گدگداتے کہا۔

"کیا یار دانی تو بھی نا کبھی کبھی بچہ بن جاتا ہے۔" وہاب نے قہقہہ لگاتے کہا۔

"ہاں میں بھی نا۔۔۔۔۔ یہ محبت ہے ہی ایسی کم بخت چیز اچھے بھلے انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔" وہاب کی بات کا جواب دیتے دانیال سر کھجاتے من ہی من میں بڑبڑایا تھا۔



"یہ لو بھی پچاس روپے۔" رکشے سے اترتے اسنے پیسے رکشے والے کی طرف بڑھاتے کہا۔

"ارے باجی یہ تو بہت کم ہیں۔" اسنے پیسے پکڑتے کہا۔

"کیا؟؟؟۔۔۔۔۔ باجی کس کو بولا؟؟۔۔۔۔۔ پہلی بات میں تمھاری باجی نہیں ہوں۔۔۔ دوسری بات تم کوئی مجھے پیرس سے اٹھا کر نہیں لائے جو پچاس روپے بھی تمھیں کم لگ رہے ہیں۔۔۔۔۔ تیسری بات اپنی ان آنکھوں کا علاج کروادو جن سے صحیح سے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔" بغیر کسی ٹھہراؤ کے زینی نے بھڑک کر اپنی بات مکمل کی تھی۔

"یہ تو نا انصافی ہوئی۔۔۔۔۔ ایک تو آپ مجھے اتنا دور لے کر آئیں ہیں اوپر سے کرایہ بھی کم دے رہی ہیں۔" اسنے گلہ کرتے کہا۔

"کیسی نا انصافی؟؟۔۔۔۔۔ تم اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ یہاں تک آئے ہو میں تمھیں گن پوائنٹ پہ نہیں

لائی۔۔۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔۔۔ اب رکھنے ہیں تو رکھو ورنہ یہ بھی واپس کر دو۔" اسنے ہاتھ آگے بڑھاتے کہا۔



"ایسا دیکھا نہیں خوبصورت کوئی

جسم جیسے ہے جتنا کی مورت کوئی"

دانیال اپنی دھن میں گنگناتا ہوا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

"دانیال بیٹا تم کہیں جا رہے ہو؟؟؟"۔ نائلہ نے اسے ٹوکتے پوچھا۔

"جی ماما۔۔۔ بس یہ کمرشیل تک جا رہا ہوں"۔ نائلہ کی طرف قدم اٹھاتے وہ گویا ہوا۔

"کیوں بیٹا کوئی کام ہے؟؟؟"۔ نائلہ نے کہا۔

"نہیں ماما کچھ خاص تو نہیں۔۔۔۔۔ بس مجھے ایک شرٹ لینی تھی سوچالے آتا ہوں۔۔۔۔۔ آپکو کچھ منگوانا

ہے؟؟؟؟"۔ دانیال نے مزید پوچھا۔

"نہیں بیٹا تم جاؤ"۔ نائلہ نے کہا۔



"زینی باجی یہ دیکھیں کتنا پیارا جوڑا ہے امی پہ یہ بہت اچھا لگے گا"۔ سٹینڈ پہ لگے فیروزہ رنگ کے جوڑے کو دیکھ کر

بینش نے زینب کو مخاطب کیا۔

"بھائی یہ کتنے کا ہے؟؟؟"۔ زینی نے کاؤنٹر پہ کھڑے شخص کو مخاطب کرتے کہا۔

"دو ہزار"۔ سامنے کھڑے شخص نے با آواز بلند کہا۔

"دو ہزار۔۔۔۔۔ شکل سے لگتا تو نہیں ہے"۔ اسکے جواب پہ زینی کو جھٹکا لگا تھا۔

بالآخر اللہ اللہ کر کے زینی کو ایک مناسب اور اچھا جوڑا پسند آ ہی گیا تھا۔

"زینی باجی آپ پیک کروالیں میں آپکا باہرویت کر رہی ہوں آپ آجانا۔" زینی کو مخاطب کرتے وہ مال سے نکل گئی تھی۔

"اس انسان کو میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔۔۔۔۔ یا شاید میرا وہم ہے۔" سامنے کار سے اترتے شخص پہ نگاہ پڑتے وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوئی۔

"ارے یاد آیا یہ تو ڈی۔ کے ہے۔" ذہن پہ زور ڈالتے وہ اچانک سے بول اٹھی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ ایکس کیوزمی۔" پاس سے گزرتے اس شخص کو اسنے صدابند کرتے مخاطب کیا۔
"یس۔" اس نے مڑتے ہی کہا۔

"آپ ڈی۔ کے۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے دانیال خان ہیں نا؟؟؟"۔ اسنے چھوٹے ہی سوال کیا۔

"جی۔۔۔۔۔ میں دانیال ہی ہوں۔" سنجیدہ جواب دیتے اسنے مال کے اندرونی جانب قدم اٹھانا شروع کیئے تھے۔
"بینش چلو۔" اسکے قریب آتے اسنے کہا۔

"بینش۔" جواب نالنے پر اسنے اسے جھنجھوڑا تھا۔

"زینی باجی۔۔۔۔۔ آپکو پتہ ہے ابھی میرے پاس سے کون گیا ہے؟۔۔۔۔۔ ڈی۔ کے۔" چہرے پہ حیرت انگیز خوشی لیئے اسنے کہا۔

"تو میں کیا کروں؟؟۔۔۔ اسکا شاہانہ استقبال کرتی یا اسکی آرتی اتارتی۔۔۔۔۔ چلو اب دیر ہو رہی ہے۔" تلخ جواب دیتے اسنے سیڑھیاں اترنا شروع کیا۔

صبح کے دس بج رہے تھے دانیال معمول کے مطابق اپنے آفس پہنچ چکا تھا۔

"کم ان۔" دروازے پہ ناک ہو اتو دانیال سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"گڈ مارنگ سر۔" ایک خوب رو، جو شیلانو جوان اسکے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"گڈ مارنگ۔۔۔۔۔ ہاں اسد کہو؟"۔ اسکی طرف متوجہ ہوتے اس نے پوچھا۔

"سر آپ نے جو مجھے کام کہا تھا وہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ یہ رہا نمبر"۔ اسکی طرف کارڈ بڑھاتے وہ گویا ہوا۔

"گڈ۔۔۔ اچھا اسد اگر مجھے کوئی کام ہوا تو تمہیں انعام کر دوں گا۔۔۔ تم جاسکتے ہو"۔ کارڈ پکڑتے وہ مخاطب ہوا۔



"میرا خیال ہے کہ ٹیکسی آگئی ہے۔۔۔۔۔ اچھا زینی گھر کا دھیان رکھنا۔۔۔ جیسا بھی ہے بینش ابھی چھوٹی ہے، نا سمجھ

ہے تم بڑی ہو سمجھ دار ہو۔۔۔۔۔ اپنا، گھر کا، بہن اور ابو سب کا خیال رکھنا میں انشا اللہ جلد واپس آ جاؤں گی"۔

راہداری سے گزرتے وقت نسرین زینب کو تنبیہ کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے اما تم پریشان مت ہو میں خیال رکھوں گی"۔ زینی نے نسرین کے گلے لگتے اسے مطمئن کرتے کہا۔

"شبابش میری بچی"۔ نسرین نے اسکی پیشانی پہ پیار کرتے کہا۔

"بینش تم بھی خیال سے رہنا۔۔۔۔۔ دونوں بہنیں آپس میں جھگڑتی مت رہنا"۔ بینش کر گئے لگاتے اسنے اسے پیار

کرتے تاکید کی۔

"امی آپ بالکل فکر مند نا ہوں میں اور زینی باجی گھر کا اور ابو کا دھیان رکھیں گے"۔ بینش نے کہا۔



"شباب تم تیار ہو جاؤ ڈاکٹر کے پاس چلنا ہے"۔ اسکے روم میں داخل ہوتے اسنے اسے مخاطب کرتے کہا۔

"ڈاکٹر کے پاس۔۔۔۔۔ مگر کیوں بیٹا؟؟؟"۔ شباب کے ہمراہ بیڈ پہ بیٹھی نصرت نے حیران ہوتے پوچھا۔

"ماما پریشانی والی کوئی بھی بات نہیں ہے وہ دراصل میرے نئے نویلے زخموں کے کپڑے بدلوانے ہیں نا آج۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے سختی سے تاکید کی تھی کہ وقت پہ کروالینا ورنہ زخم بگڑ جائے گا"۔ شباب نے لاف زنی کرتے کہا۔

"اچھا بیٹا یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ اللہ کرے میرے بچے کا زخم جلد از جلد ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کس کی

بری نظر لگ گئی ہے میرے بچے کو"۔ نصرت نے اسکو پیار کرتے کہا۔

"اوماما آپ تو سنٹی ہی ہو گئی ہیں۔۔۔ کسی کی نظر نہیں لگی اسے یہ تو ہے ہی ایسا۔۔۔۔ ہر کسی کے ساتھ چھیڑ خانی کرتا ہے اب سمجھ آئی ہے کہ ہر کسی کے ساتھ پنگے اچھے نہیں ہوتے۔" وہاب نے مصنوعی سنجیدگی چہرے پہ سجاتے کہا۔

[illegible]

"ورنہ کیا؟۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔ورنہ کیا؟؟؟؟؟"۔ وہاب انگلی کے اشارے سے اسکی طرف بڑھا تھا۔

"وہاب بیٹا بھائی کو کیوں پریشان کر رہے ہو؟" - نصرت نے شباب کی سائیڈ لیتے کہا۔

"اچھا ماما نہیں کرتا تنگ۔۔۔۔۔۔ چلیں اب۔۔۔۔۔۔ مس روئی شکل۔"۔ شباب کو دیکھتے ہی وہاب کا

جاندار قہقہہ گونجا تھا جبکہ شباب کا منہ اتر آیا تھا۔



"آرہی ہوں صبر تو کر جاؤ"۔ فون پہ گھنٹی بجی تو زینبی نے روم کی راہ لی۔

"یہ کس کا نمبر ہے؟"۔ سکرین یہ انجان نمبر چمک رہا تھا جس نے زینی کو حیرت میں ڈالا تھا۔

"ہیلو کون؟؟؟"۔ کال ریسیو کرتے اسنے کہا۔

"اللہ کا بندہ"۔ دوسری جانب مختصر اجواب موصول ہوا۔

"تو میں کونسا کسی اور کی بندی ہوں۔۔۔۔۔ زیادہ فری مت ہو۔۔۔۔۔ ہو کون تم؟؟؟"۔ غیر سنجیدہ جواب ملتے ہی زینبی تپ کر بولی تھی۔

"بتایا تو ہے آپکو"۔ دوسری جانب ہنوز غیر سنجیدگی تھی۔

"او بھی میرے پاس زیادہ فالتو ٹائم نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرا دماغ ناخراب کرو۔۔۔۔۔ بتانا ہے تو بتا ورنہ فون رکھو۔"

اب کی بارزینی بھڑکی تھی۔

"نہیں نہیں آپ فون نار کھنا میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ سوری آپ سے مذاق کر رہا تھا"۔ دوسری جانب گھبراہٹ بھری آواز مد مقابل ہوئی۔

"پھر بتاؤ"۔ زینی نے سنجیدگی سے کہا۔

"زینی میرا مطلب ہے کہ زینب میں دانیال بول رہا ہوں۔" اسنے بات کا آغاز کرتے کہا۔

"دانیال؟؟۔۔۔۔۔ کون دانیال؟؟؟"۔ زینبی نے سوچتے کہا۔

"دانیال۔۔۔۔۔ دانی جو اس دن آپکو پارک میں ملا تھا اور اس دن آپ میرے ساتھ کار میں

-----" اسنے یاد دہانی کروانے کی کوشش کی۔

"اوہاں یاد آیا۔۔۔۔۔ بولو کیا کام ہے مجھ سے؟؟؟"۔ ذہن میں تصور آتے ہی زینی نے جوش میں کہا۔

"م۔م۔م میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں آج۔" اسنے لڑکھڑاتی زبان سے کہا۔



"شیم اسحاق ساری گراسری لے آئے ہیں تم ایسا کرو ان سب کو اپنی اپنی جگہ یہ رکھ دو"۔ نانہ نے کچن میں کام

کرتی شمیم کو مخاطب کرتے ہدایت کی۔

"جی اچھا بیگم صاحبہ"۔ شمیم نے سامان اٹھاتے کہا۔

"اچھا بیگم صاحبہ کھانے میں کیا بنانا ہے؟؟؟؟ آپ مجھے بتادیں تاکہ میں بنالوں۔" شمیم نے رکتے ہی پلٹ کر سوال

کیا

"میرا خیال ہے کہ تم کوئی ہلکا پھلکا سا کچھ بنا لو۔۔۔۔۔ کیونکہ افطار کے بعد سب کا جی بھرا ہوتا ہے تو۔۔۔۔۔ اس

حساب سے تم دیکھ لو۔" نائلہ نے اندازہ لگایا۔

تلاش کا یہ سفر ختم کرتے تیزی میں قدم اٹھاتا اسکے پاس جا کھڑا ہوا۔

بات مکمل ہونے کے چند لمحے بعد ہی زینی اسکی طرف پلٹی تھی اسکے کانوں میں ہینڈ فری اور ہاتھ میں فون دیکھ اس کی ہتی گل ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی حماقت پہ ماتم کرنے لگا تھا ۔



"ہاں اور اس چوٹ کے ساتھ مجھے یہ پتہ چل گیا ہے کہ تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو۔" ہال میں اس کے ہمراہ صوفے پر

بیٹھتے ہی اسنے صوفے کی بیک پہ سر ٹکا لیا۔

"ہیں؟؟؟؟؟" ----- تمہیں کس نے کہا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں؟؟؟"۔ وہاب نے سنجیدہ لہجہ اپناتے کہا۔

"بتاویانا بتاؤ تم جو میری اتنی کیئر کرتے ہو۔۔۔ اور تو اور میری چوٹ کی بھی تمہیں کتنی فکر ہے۔۔۔ پتہ تو چل ہی جاتا ہے نا"۔ شباب نے سیدھا ہوتے اسکی طرف منہ کرتے کہا۔

"جی نہیں جناب۔۔۔ اب ایسا بھی نہیں ہے تمہیں شرم نہیں آتی بڑا بھائی اکیلے کام کرتا ہے اور خود مزے سے بیڈپہ سارا دن لم لیٹ رہتے ہو۔۔۔ جلدی سے ٹھیک ہو جاو پھر میں آرام کروں گا اور تم کام"۔ وہاب نے لاف زنی کرتے کہا۔



"تم کب آئے؟؟؟"۔ اسنے پلٹتے ہی پوچھا تھا۔

"دانیال"۔ جواب نامنے پر اسنے اسے جھنجھوڑا تھا۔

"ج۔ج۔جی"۔ اس نے ہرکلاتے کہا۔

"کہاں گم ہو؟؟؟ میں تم سے بات کر رہی ہوں اور تم ہو کہ۔۔۔۔۔ اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟" - زینبی نے اسکی توجہ مرکوز کرتے کہا۔

"کہیں نہیں۔۔۔ یہیں ہے دھیان میرا۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آیا ہوں۔۔۔۔۔ آپ سنائیں آپ کب آئیں؟؟؟"۔۔۔۔۔ دانیال نے بمشکل کہا۔

"پندرہ منٹ ہو گئے ہوں گے یا شاید اس سے بھی زیادہ۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں ہے۔۔۔ اچھا بتاؤ تم نے مجھے یہاں کیوں بلا پایا ہے۔" اس نے کہا۔

"و۔۔۔ وہ آپ سے اک بات کرنی تھی مجھے"۔ اسنے ہمت کرتے دوبارہ سے کہا۔

"ہاں بولونا سن رہی ہوں"۔ اسنے ہاتھ باندھتے کہا۔

"ز۔ز۔ زینی وہ۔۔۔۔۔ ب۔ب۔ بات در۔۔۔۔۔"۔ اسنے ہنوز ہکلاتے کہا۔

"یہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے اتنا ٹائم کیوں لگا رہے ہو؟؟؟؟ جلدی کہو مجھے بازار بھی جانا ہے"۔ دوبارہ سے ہاتھوں کو پہلو میں کرتے اسنے سنجیدگی میں کہا۔

"ز۔ز۔ زینی وہ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔"۔ اسنے دوبارہ سے بات کا آغاز کرتے کہا۔

"ایک منٹ۔۔۔ میں کال سن لوں"۔ فون پہ رنگ ہوئی تو زینی نے کال اٹینڈ کرتے کہا۔

"اچھا دانیال میں تم سے پھر بات کروں گی ابھی مجھے جلدی جانا ہے"۔ کال کاٹتے اسنے کہا۔

"جی ٹھیک ہے"۔ دل کے ارمان کو سمیٹے اس نے تاسف سے کہا۔

"جی بہن بولیں؟"۔ سبزی والے نے اسے مخاطب کرتے پوچھا۔

"بھیا! ایسا کرو مجھے ایک کلو Potato Fever دے دو"۔ لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑتے اسنے کہا۔

Potato Fever "یہ کیا ہوتا ہے؟؟"۔ اسنے سر کھجاتے کہا۔

"O Gosh You Half Reading Male

Potato مطلب آلو اور fever مطلب بخار۔۔۔۔۔ Potato Fever مطلب آلو بخار۔۔۔ مجھے ایک کلو

دے دو"۔ اسنے منہ بسورتے کہا۔

"جی اچھا"

"پتہ نہیں اس ملک کا کیا بنے گا جہاں کی عوام اتنی جاہل ہے"۔ وہ منمنائی۔

"یہ لیں بہن آلو بخارا۔۔۔ اور کیا چاہیے آپکو"۔ اسنے تھیلی اسکی طرف بڑھاتے کہا۔

"بہن ذرا اردو میں بتانا۔۔۔ مجھے اردو نہیں آتی"۔ اسنے افسردگی سے کہا۔

"اچھا ایسا کرو مجھے ایک کلو پاؤں دے دو"۔ اسنے کہا۔

"ایک کلو پاؤں"۔ اسنے سر کھجاتے کہا۔

"اینگریزی کے ساتھ ساتھ کیا اردو بھی نہیں آتی۔۔۔۔ یا میرے مولا یہ کیسے انسان سے پالا پڑ گیا ہے"۔ اسنے تپ کر کہا۔

"P E A R" پیر۔۔۔۔۔ مطلب پاؤں۔۔۔۔۔ مجھے یہ دے دو"۔ اسنے ٹوکری کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"اچھا اچھا ناشپاتی۔۔۔۔۔ ابھی دیتا ہوں"۔ اسنے گرم جوشی سے کہا۔

"یہ لیں بہن آپ کے ایک کلو تازے پاؤں ☺ ☺"۔ اسنے دوبارہ سے تھیلی اسکی طرف بڑھاتے کہا۔

"اور کیا چاہیے آپکو؟؟؟"۔ اسنے دوبارہ پوچھا۔

"ہاں بھیا لگے ہاتھوں ایک کلو جانے والا آدمی بھی دے دو"۔

"جانے والا آدمی"۔ حیرت نے دوبارہ سے اسکو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

"O Gosh

Man-Go مطلب جانے والا آدمی۔۔۔۔۔ اوہو بھیا مجھے یہ ایک کلو دے دو"۔ اسنے دوبارہ سے ٹوکری کی

طرف اشارہ کرتے کہا۔



"دانیال بیٹا آپ کہاں گئے تھے؟؟؟"۔ راہداری پار کرتے دانیال کو اسنے ٹوک کر پوچھا تھا۔

"کہیں نہیں ڈیڈ۔۔۔۔۔ بس پارک تک گیا تھا"۔ اسکی طرف قدم اٹھاتے اسنے جواب دیا۔

"اچھا مگر بیٹا۔۔۔ یہ کونسا وقت ہے پارک جانے کا؟؟؟"۔ اسنے حیرت سے پوچھا۔

"بس ایسے ہی ڈیڈ۔۔۔ کچھ خاص نہیں"۔ اسکے سامنے صوفے پہ بیٹھتے اسنے کہا۔

"تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟؟"۔ اخبار سائیڈ پہ کرتے اسنے پوچھا۔

"ج۔ جی ڈیڈ۔۔۔۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟؟؟"۔ اسنے نے بے اختیار ہی کہا۔

"مجھے ایسے لگا جیسے تم پریشان ہو اور تمھاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی"۔ اسنے خدشہ ظاہر کیا۔

"نہیں نہیں ڈیڈ میں بالکل ٹھیک ہوں بس تھوڑی تھکان ہے تو شاید اس لیے"۔ اسنے تسلی بخش جواب دیا۔



کچن کا کام مکمل کرتے اسنے روم کی صفائی کی غرض سے روم کا رخ کیا تھا۔

"پتہ بھی نہیں چلا اور دو عشرے مکمل بھی ہو گئے"۔ چیزوں کو سمیٹے اسنے زینی کو مخاطب کرتے کہا۔

"جو روزے رکھتے ہیں نا ان سے پوچھو۔۔۔ پتہ بھی نہیں چلا اور دو عشرے مکمل بھی ہو گئے"۔ اسنے منہ کا زاویہ

بگاڑتے کہا۔

"زینی باجی صرف پہلے روزے میں ہی تھوڑی مشکل پیش آتی ہے بس پھر تو عادت ہو جاتی ہے"۔ اسنے تردید کی۔

"تم نے تو ہر بات میں میری مخالفت ضرور ہی کرنی ہوتی ہے"۔ اسنے سرد مہری میں کہا۔

"نہیں نہیں زینی باجی ایسی بات تو بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔۔ اچھا بتائیں آپ کیا کر رہی ہیں؟؟؟"۔ اسکی بات کی

نفی کرتے وہ اسکے ہمراہ بیڈ پہ جا بیٹھی تھی۔

"ناول پڑھ رہی ہوں۔۔۔ ویسے کوئی بہت ہی خوبصورت ناول ہے"۔ وہ جوش میں سیدھی ہو بیٹھی تھی۔

"اچھا کونسا ناول ہے؟؟؟"۔ اسنے پوچھا۔

"یہ چاہتیں یہ شدتیں"۔ اسنے جوابا کہا۔

"ناولز کی دنیا بہت ہی پیاری ہے مگر حقیقت بہت تلخ۔۔۔ ایسا اصل میں کہاں ہوتا ہو گا۔" آنکھوں میں حسرت لیے اسنے لفظوں کے لڑی پروئی تھی۔



وہ پریشان حال کرسی پہ بیٹھا۔۔۔ اسکی پشت پہ سر ٹکائے سوچ کی وادیوں میں گم تھا۔
"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟؟؟" دروازے پہ ناک کے ساتھ ساتھ آواز بلند ہوئی۔

"ارے وہاب تم؟۔۔۔ وہاں کیوں کھڑے ہو آؤنا۔" دروازے پہ نگاہ پڑتے ہی وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔
"کیا حال ہے جناب کہاں بڑی ہو؟؟؟" اسکے قریب آتے اسنے کہا۔

"ارے نہیں نہیں نفی کہاں ہوں فری ہی تو ہوں۔۔۔۔۔ تم سناؤ آج بڑا ٹائم نکالا ہے اس غریب کیلئے"۔ دانیال نے شیخی بگاڑی۔

"کیا کہا؟؟؟ غریب۔۔۔۔۔ خدا کا خوف کرو تم جیسے دوچار غریب اگر اور پیدا ہو گئے ناپاکستان میں۔۔۔۔۔ تو پاکستان کا مستقبل سمجھو سنو رہا گیا۔" وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ یار بات تو تیری سولہ آنے درست ہے"۔ دانیال کا قہقہہ گونجا۔

"دانی یار تجھے کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟" کچھ لمحے بعد اسکو سوچ میں غرق پاتے اسنے کہا۔

"نہیں یار وہاب پریشانی کیسی؟؟؟" ٹیبل پہ پڑے پیپر ویٹ کو گھماتے اسنے جھکی نظروں سے کہا۔

"دیکھ۔۔۔ میں تیرا بچپن کا دوست ہوں تو باقی سب کو بیوقوف بنا سکتا ہے مگر مجھے نہیں۔۔۔۔۔ بتا کیا پریشانی ہے؟؟؟" اسکے ہاتھ سے پیپر ویٹ پکڑتے وہ گویا ہوا۔



"زینی باجی آپ کہیں جارہی ہیں؟؟؟" سنگھار میز کے سامنے بناو سنگھار کرتی زینی کو اسنے مخاطب کیا۔

"نہیں میں نے کہاں جانا ہے۔۔۔۔۔ تم ایسے کیوں پوچھ رہی ہو؟؟؟"۔۔ لپ سٹک کو سائیڈ پہ کرتے اسنے پوچھا۔

"آپ اتنا تیار جو ہو رہی ہیں تبھی پوچھا کہ آیا آپ کہیں جارہی ہیں"۔ اسکا مکمل جائزہ لیتے اسنے تفصیلاً کہا۔
"کہیں نہیں جارہی وہ دراصل Tok Tok پہ وڈیو بنانی ہے نا تو اس لیے ذرا تیار ہو رہی ہوں"۔ اسکی طرف دیکھتے وہ مسکرا دی۔

Tok Tok "یہ کیا ہوتا ہے؟؟؟"۔ ذہن پہ زور ڈالتے وہ بولی۔
"وہ جو آجکل بہت مشہور ہے اس پہ"۔ زینی نے اسکی مشکل دور کی۔
"اچھا اچھا Tik Tok"۔۔۔۔۔ اس پہ ہی وڈیو بناتے ہیں مناسب"۔ اسنے تردید کی۔



"یار تو کتنا بڑا پاگل ہے"۔ وہاب نے اسے کو سا۔

"کیا مطلب پاگل ہوں"۔ اسنے دہرا کر پوچھا۔

"دانی یار میری بات سن۔۔۔۔۔ تو ایک لڑکی سے پیار کرتا ہے اسکا فون نمبر نکلاتا ہے اسکو ملنے بلواتا ہے۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ وہ تجھ سے ملنے بھی آئی۔۔۔۔۔ تو اس سے یہ نہیں بول سکا کہ تو اس سے پیار کرتا ہے۔۔۔۔۔ کمال ہے ویسے"۔ اسنے تپ کر بغیر کسی ٹھہراؤ کے اپنی بات مکمل کر دی۔

"یار کیا کرتا مشکل سے ہمت بڑھا کر اپنی بات مکمل کر دی تھی مگر پھر۔۔۔۔۔ ہمت ہی نا ہوئی"۔ چہرے پہ افسردگی کے نشانات نمایاں تھے۔

"یار دانی کچھ بھی نا ہوتا وہ ہے تو انسان ہی نا زیادہ سے زیادہ کیا کرتی نا بول دیتی تجھے کھا تھوڑی نا جاتی"۔ اسنے سمجھانے کے سے انداز میں کہا۔

"یار چھوڑنا جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔۔۔۔۔ اب بتاؤ میں کیا کروں؟؟؟"۔ اسنے اپیل کی۔
"ایک کام کر اسکے گھر لیٹر کے ساتھ ساتھ ایک کیک بھجوادو"۔ بہت سوچ بچار کے بعد اسنے کہا۔
"کیا تمھیں لگتا ہے کہ یہ صحیح ہو گا؟؟؟"۔ اسنے کنفرم کیا۔
"ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔۔ دیکھ اسکے پاس تیرا نمبر بھی ہے اگر کوئی اعتراض ہو تو بھی پتہ چل ہی جائے گا"۔ اسنے یقین دہانی کرائی۔



شام کے سات بج رہے تھے۔۔۔۔۔ تمام روزے دار اپنے رب کے اور قریب ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ خدا کی رحمت نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا تھا۔
"یہ اس وقت کون آ گیا ہے؟؟؟"۔ ڈور بیل بجی تو بینش نے چونک کر زینہ کو دیکھا۔
"مجھے کیا پتہ میری طرف تو ایسے دیکھ رہی ہونا جیسے مجھ سے پوچھ کے آیا ہے"۔ زینہ نے چڑ کر کہا۔
"اف آپ تو وقت کی نزاکت کو بھی نہیں سمجھتیں بس شروع ہو گیا"۔ بینش نے دروازے کی راہ لی۔
"اسلام و علیکم"۔ دروازہ کھلتے ہی انجان شکل نے سلامتی بھیجی۔
"و علیکم السلام۔۔۔۔۔ جی آپ کون؟؟؟"۔ اسکو تعجب ہوا۔
"جی میں کوریر مین ہوں۔۔۔۔۔ کیا زینب سفیر یہاں رہتی ہیں؟؟؟"۔ اسنے کنفرم کیا۔
"جی یہیں رہتی ہیں"۔ اسنے جواب دیا۔
"یہ انکا کوریر آیا ہے"۔ اسنے ایک وسیع چکور ڈبہ اسکی طرف بڑھایا جو کہ ایک شاندار اور خوبصورت پیکنگ سے لپیٹا گیا تھا۔
"یہ بھیجا کس نے ہے؟؟؟"۔ اس کو دیکھتے بینش کی آنکھیں دنگ رہ گئیں۔

"میم مجھے نہیں پتہ آپ خود چیک کر لیجئے گا۔۔۔۔۔ آپ یہاں سائن کر دیں۔" نفی کرتے اسنے ایک فائل اسکی طرف بڑھائی۔



"پتہ نہیں زینی کو ابھی تک کوریر ملا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ کیا اسنے وہ خط پڑھ لیا؟؟۔۔۔۔۔ پتہ نہیں خط پڑھنے کے بعد اسکا کیا reaction ہو گا؟؟؟"۔ افطار کے بعد دانیال اپنے روم کے باہر بالکونی میں ٹھل رہا تھا، طرح طرح کے خیالات اسکے ذہن میں اڈ رہے تھے۔

"فون کر کے پوچھ لیتا ہوں۔" ٹیبل پہ پڑے فون کو دیکھتے اسنے سوچا۔
"نہیں نہیں ابھی نہیں کرتا ایسا نا ہو کہ سب بگڑ جائے۔" ذہن میں آنے والے ہر خیال کو جھٹکتے وہ کرسی گھسیٹ کر اس پہ براجمان ہو گیا۔



"ارے اس میں تو کیک ہے۔" ڈبے کو کھولتے اس پر حیرانگی کی لہر دوڑ گئی۔
"واو کیک۔" کیک کا نام سنتے زینی کے منہ میں پانی بھر آیا تھا۔
"پتہ نہیں کس نے بھیجا ہے؟؟؟ کوئی نام بھی نہیں ہے۔" بینش سوچ میں گم تھی۔
"چھوڑو نا جس نے بھی بھیجا ہے۔۔۔۔۔ ادھر مجھے دو۔" کیک کو برق رفتاری سے اٹھاتے اسنے پکن کی راہ لی۔
"ارے زینی باجی پتہ نہیں کس نے بھیجا ہے اور اک آپ ہیں کہ۔۔۔۔۔" وہ بھی اس کے پیچھے لپکی۔
"جس نے بھی بھیجا ہے۔۔۔۔۔ بھیجا تو کھانے کیلئے ہی ہے۔۔۔۔۔ دیکھنے کیلئے یا واپس کرنے کیلئے تو نہیں بھیجا۔" کیک کو میز پہ رکھتے اسنے کیک کا سینہ چاک کیا۔
"واکتنے مزے کا ہے۔۔۔۔۔ بینش تم بھی ٹرائی کرو۔" اس سے لطف اندوز ہوتے اسنے بینش کو مخاطب کیا۔

"نہیں مجھے نہیں کھانا۔۔۔ آپ ہی کھائیں۔" نفی کرتے ہی اسنے کمرے کا رخ کیا۔

"یہ کیا ہے؟؟؟"۔ کمرے میں داخل ہوتے اسکی نظر خط نما کاغذ پر پڑی۔

جوں جوں اسنے اس میں لکھے ہر حرف کو گوش گزار کرنا شروع کیا اسکے حواس اسکا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔

"زینی باجی۔۔۔۔ زینی باجی۔" اسکو آوازیں لگاتے وہ دوبارہ سے کچن کی طرف لپکی۔

"جی شمیم آنٹی بولیں۔" دروازے پہ ناک ہوا تو وہ دروازے کی جانب بڑھا۔

"دانیال بیٹا کھانا لگ گیا ہے آپکو بیگم صاحبہ بلارہی ہیں۔" اسنے آگاہی دی۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔" اسکو رخصت کرتے اسنے سنگھار میز کی طرف قدم اٹھائے تھے۔



"اب سمجھ آئی کہ اسنے اس دن پارک میں مجھے کیوں بلایا تھا۔۔۔۔ مگر جب اسنے مجھے بلوا ہی لیا تھا تو یہ بات کی

کیوں نہیں ایسے گھر کیوں بھجوا یا۔" بیڈ کے تاج کے ساتھ ٹیک لگائے وہ بینش سے ہم کلام تھی۔

"زینی باجی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے ڈر گیا ہو۔۔۔۔ آپ آرام سے بات سنتی ہی کہاں ہیں۔" اسے مخاطب کرتے اسنے لہجے کو دھیمہ کرتے کہا۔

"کیوں۔۔۔۔ میں نے کونسا اسے منہ میں ڈال جانا تھا۔" زینی نے چڑ کر کہا۔

"اگر ممکن ہوتا تو آپ یہ بھی کر گزرتیں۔" وہ منمنائی۔

"تم نے کچھ کہا؟؟؟"۔ اسنے کنفرم کیا۔

"نہیں میں تو بس یہ بول رہی ہوں کہ اب آپ کیا کریں گی۔۔۔۔ میرا مطلب ہی کہ آپ کے پاس اسکا فون نمبر

ہے؟؟؟ "۔ اسنے متجسناہ پوچھا۔

"بینش تم نہیں جانتی کیا آجکل کی محبت کو۔۔۔ صرف اور صرف وقت گزاری ہے اور رہی بات میری تو مجھ میں ایسا کیا ہے کہ وہ مجھ پہ یوں دل ہار بیٹھا ہے تم ہی بتاؤ۔۔۔ ناہی میرا باپ کوئی رئیس ہے ناہی میں کوئی امیر زادی۔۔۔ ممکن ہے اسنے مذاق کیا ہو "۔ بے یقینی اور تلخ حقیقت نے اسکو اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔



"اسلام و علیکم آنٹی"۔ گھر داخل ہوتے اسنے ہال کی وسط میں رکھے صوفے پہ براجمان نائلہ پر سلامتی بھیجی۔
"وعلیکم اسلام۔۔۔ شباب بیٹا کیسے ہو؟؟؟"۔ اسنے جواب کہا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں بس آپ کی دعا اور رب کا احسان۔۔۔ باقی آپ کے سامنے"۔ اسکے سامنے صوفے پہ بیٹھتے اسنے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے بیٹا۔۔۔ اب آپکی چوٹ کیسی ہے؟؟؟"۔ اسنے دوبارہ پوچھا۔
"آنٹی اب پہلے سے بہتر ہے"۔ اسنے جوابا کہا۔

"یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ آپ کو کوئی اندرونی چوٹ نہیں آئی"۔ نائلہ نے شکر گزاری کے سے انداز میں کہا۔
"جی یہ تو ہے۔۔۔ اچھا آنٹی دانیال بھائی کہیں نظر نہیں آرہے کہیں گئے ہیں کیا"۔ ادھر ادھر نظر دوڑاتے اسنے پوچھا۔

"بیٹا دانیال شاید بازار گیا ہے بتا کر نہیں گیا۔۔۔ ہو سکتا ہے تھوڑی دیر تک آجائے"۔ اسنے لاعلمی میں کہا۔



"اچھا بینش تم دروازہ بند کرلو میں ذرا بازار جا رہی ہوں۔۔۔ جلد ہی واپس آ جاؤں گی"۔ دروازے کی طرف بڑھتے اسنے واشگاف آواز دی۔

آنکھوں کے سحر کو اور بھی مضبوط بنانے کیلئے اسنے ان میں کاجل لگایا تھا۔۔۔۔۔ سفید گورے بدن پہ کالے بادلوں کا پہرہ۔۔۔۔۔ کانوں میں چھوٹے جھمکے۔۔۔۔۔ بالوں نے اسکی کمر کو گھیر رکھا تھا اور پاؤں میں نظر بٹوبلیک ناگرے۔۔۔۔۔ وہ اپنی دھن میں چلتی جارہی تھی تبھی کہیں دور جا کر ایک سٹور اسکی توجہ کا مرکز بنا۔

” ☺ ☺ Excuse Meez ”

سٹور میں داخل ہوتے اسنے دائیں جانب کھڑے خاص لباس میں ملبوس ایک شخص کو مخاطب کیا۔

” ☺ ☺ ?? Yes Mam How Can I Help You ”

اس شخص نے احترام کیا۔

”مجھے ایک سوپ دے دیں۔“ اسنے کہا۔

”کونسا سوپ میم؟؟؟ چکن سوپ یا vegetable سوپ؟؟“ اسنے مزید پوچھا۔

”نہیں نہیں بھائی وہ سوپ نہیں۔۔۔۔۔ دراصل میں لگانے والے سوپ کے بارے میں بول رہی تھی۔“

اسنے تفصیلاً کہا۔

”ہیں لگانے والا سوپ۔“ اسنے سوچتے کہا۔

”ہاں بھائی“

S O A P

”سوپ۔۔۔۔۔ مجھے ایک دے دیں۔“ اسنے رک رک کر کہا۔

”بہن اسے سوپ نہیں soap کہتے ہیں۔“ اسنے تردید کی۔

”یہ لیں اور کچھ؟؟؟“ اسکے سامنے رکھتے اسنے مزید پوچھا۔

”ایک Lemon Wax دے دیں۔“

"یہ لیں بہن۔۔۔۔ اور؟؟؟"۔۔ دوبارہ اسکے سامنے رکھتے اسنے پوچھا۔

"نہیں نہیں بھائی یہ نہیں۔۔۔۔۔ دراصل میں برتنوں والا بول رہی تھی Lemon Wax "اسنے نفی کی۔

"اوہو بہن اسے Lemon Wax نہیں Lemon Max کہتے ہیں"۔۔ سر پکڑتے اسنے دوبارہ سے تردید کی۔
"یہ لیں۔۔۔۔ اور؟؟؟"۔۔

"اور بھائی ایسا کریں مجھے ایک یادونٹ دے دیں"۔۔ سوچ بچار کرتے اسنے مزید کہا۔

"ہمارے پاس Peanut, Walnut اور Almond ہیں۔۔۔۔ آپکو کیا چاہیے؟؟؟"۔۔ اسنے کنفرم کیا۔

"نہیں نہیں بھائی ایک یادونٹ مطلب۔۔۔۔ وہ"۔۔ اسنے سامنے شیشے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"اوہو اسکو ایک یادونٹ نہیں صرف دونٹ بولتے ہیں۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کہاں سے آجاتے ہیں جب english آتی

نہیں ہے تو بولنے کی زحمت کیوں کرتی ہیں جائیں یہاں سے میرا ٹائم ویسٹ نا کریں۔۔۔۔۔ ایک تو روزہ ہے اوپر

سے۔۔۔۔۔"۔۔ اسکی آگ برساتی زبان نے زینہ کی دل آزاری کی تھی۔۔۔۔۔ زینہ نم آنکھیں اور بھیگی

پلکیں لیے مڑی ہی تھی کہ سامنے کھڑے انسان پر نظر پڑتے ساکت سی کھڑی رہ گئی۔



"آ رہی ہوں ایک منٹ"۔۔ ڈور بیل بجی تو اسنے دروازے کی راہ لی۔

"ارے امی آپ"۔۔ دروازہ کھلتے ہی اس پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"بینش میری بچی کیسی ہو؟؟؟"۔۔ اسکے ہمراہ اندرونی جانب قدم اٹھاتے اسنے اسے پیار کیا۔

"میں ٹھیک ہوں امی۔۔۔۔۔ آپ سنائیں۔۔۔۔۔ آپ کیسی ہیں؟؟؟"۔۔ اور شادی کیسی رہی؟؟؟"۔۔ اسنے ایک ساتھ

سوالات کی بھرمار کر دی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بس سفری تھکان ہے۔۔۔ کوئی شور شرابہ تو کرنا نہیں تھا سادگی سے ہی کرنا تھا۔۔۔ اللہ کا شکر ہے سب اچھے سے ہو گیا اور سویرا بخیر و عافیت اپنے گھر کی ہو گئی"۔ اس نے تفصیلاً کہا۔

"بینش بیٹا زینی کدھر ہے؟؟؟"۔ گھر کے سناٹے کو بھانپتے اس نے پوچھا۔

"امی زینی باجی بازار گئی ہیں"۔ اس نے جواب دیا۔



"کوئی بھی کاروبار شروع کرنے سے پہلے خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا۔۔ ہمیں اس کے اصول کا پتہ ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات، روایات یہاں تک کہ اخلاق کے مد نظر ہمیں کسی بھی انسان کی اس طرح سے Insult کرنے کا حق نہیں ہے۔۔۔ روزہ ہمیں صبر اور استقامت سکھاتا ہے جو کہ تم نے اپنے لیے رکھا ہے ناکہ کسی پہ احسان کر کے جو یوں سر عام اسکا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہو۔۔۔ تمہیں تو بات تک کرنے کی تمیز نہیں ہے یہاں تمہیں رکھا کس نے ہے۔۔۔ جس سٹور میں کھڑے ہو کر تم اس پہ رعب جھاڑ رہے ہو جانتے بھی ہو کہ یہ ہے کس کا؟؟؟؟"۔ سن گلاسز اتارتے متوازن چال چلتا وہ اسکے قریب آیا تھا۔

"Where is the manager???? Call him right now"

اسکا دماغ ٹھکانے لگاتے اسنے کاؤنٹر کی طرف دیکھتے آواز بلند کی۔

"س۔س۔ سوری سر"۔ سامنے کھڑے شخص نے نظریں جھکائے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا میں نے سنا نہیں"۔ ہاتھ پیچھے کو مڑے شخصیت میں تاہنوز رعب تھا۔

"س۔ سوری سر"۔ ثر مندہ سر اس نے دوبارہ کہا۔

اسکے مزاج کی سردی نے زینی کو ابھی تک کشمکش میں ڈال رکھا تھا۔



ساتھ ٹائم پاس کر رہا ہوں یا ایسا کچھ بھی۔۔۔ تو میرا یقین مانو میں سچ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ اس کے لیے تمہاری رائے اور مرضی میرے نزدیک بہت اہمیت کی حامل ہے۔۔۔ تمہاری ہاں یا ناجو بھی ہے۔۔۔ مجھے قبول ہے۔" اس سے منہ پھیرتے اسنے بات مکمل کر دی۔

گھر داخل ہوتے اسنے ارد گرد نظر دوڑائی۔۔۔ سناٹا اور خاموشی بھانپتے اسحاق اور نانکھ کے روم کی جانب مڑا۔۔۔ کمرے کے باہر کھڑے ہوتے اسنے دستک دی۔

"کون ہے؟؟ آجاو۔" بغیر دروازے کی جانب دیکھے اسنے کہا۔

"اسلام و علیکم ماما۔" بظاہر اسکا وجود نانکھ کے سامنے جھول رہا تھا اور حقیقت وہ سوچ کی کشتی میں سوار کہیں دور نکل گیا تھا۔

"و علیکم السلام دانیال بیٹا آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو۔" بیڈ کے تاج کا سہارا چھوڑتے اپنے وجود پہ بوجھ ڈالتے اسنے اپنے سامنے بیڈ پہ اشارہ کیا۔

"ماما مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" اسکے سامنے بیٹھتے ہی اسنے نانکھ کے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

"جی میری جان کہو کیا بات ہے؟؟" ہتھیلی اسکے بائیں رخسار سے لگاتے اسنے کہا۔

"Mama I want to marry"

اسکی آنکھوں میں جھانکتے جیسے اس نے فیصلہ سنایا تھا۔

"شادی۔۔۔ وہ بھی یوں اچانک۔۔۔ کیوں کیا ہوا ہے سب خیریت تو ہے نادانیال؟؟" اسکے اس فیصلے پہ وہ ایک جھٹکے کے بعد بحال ہوئی۔

"جی ماما شادی۔۔۔ مجھے ایک لڑکی پسند ہے آپ اسکے گھر جا کے میرا رشتہ مانگ لیں۔۔۔ امید ہے سب بہتر رہے گا۔۔۔ ابھی میں تھکا ہوا ہوں بعد میں تفصیل سے بات کروں گا۔" بیڈ سے اٹھتے وہ لمحہ بھر کورکا، ہلکی سی گردن کو

جنش دی، بات مکمل کی اور اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔



"ارے اما تم کب آئی؟؟؟"۔ اسے کچن میں کام کرتا دیکھ اسکی آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔۔۔ تم بازار گئی تھی"۔ دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتے اسنے اسے گلے لگایا۔

"ہاں مجھے کچھ چیزیں لانی تھیں مگر لا نہیں سکی"۔ سٹور میں ہوئے واقعے پہ اسکا منہ اتر آیا۔

"کیوں ایسا کیا ہوا؟؟؟"۔۔۔۔۔ آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کوئی چیز لینے گئی ہوں اور وہ چیز لائی نا ہوں

بلکہ آپ تو دس گناہ زیادہ خریداری کر کے آتی ہیں"۔ متعجب لہجہ، وہ اسکے عقب میں آکھڑی ہوئی۔

"تمہیں ہر بات پہ میری جاسوسی کرنا ضروری ہے؟"۔ ناگواری سے زینی اسکی طرف پلٹی۔

"جاسوسی کہاں کر رہی ہوں زینی باجی۔۔۔۔۔ میں تو بس چیک کر رہی ہوں کہ کہیں آپکو بخار و خار تو نہیں ہے جو آج

خالی ہاتھ لوٹ آئی ہیں"۔ ہنسی دبائے، سینے پہ ہاتھ باندھے وہ اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اپنے کام سے کام رکھو سمجھی"۔ اسکی طرف جھکتے اسنے اسے وارن کیا۔



"شکر ہے تم بھی ٹھیک ہو گئے ہو۔۔۔ آرام سے گھر تو ٹکنے نہیں ہوتا تم سے۔۔۔۔۔ گھوڑا دوڑاتے ہو اور اپنے

بے تکے سے مشن پہ نکل جاتے ہو"۔ قدموں کی آہٹ پہ اسنے رخ موڑا۔

"ہاں تو کیا کروں ہر وقت ماما کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں۔۔۔۔۔ آپ اگر ایسا چاہتے ہیں مجھے بندی بنا کر رکھنا چاہتے

ہیں تو سن لیں۔۔۔۔۔ میں ایسا ہر گز نہیں کروں گا کیونکہ میں پاکستان کا معزز اور آزاد خیال شہری ہوں"۔ پیچھے کی

جانب سے اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسنے مصنوعی احتجاج کیا پھر سیڑھیاں چڑھتا اپنے روم میں چلا گیا۔

"وہاب بیٹا کیوں تنگ کرتے ہو اسے۔۔۔ پتہ بھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں سنتا"۔ چھوٹے ہونے کے باعث وہ گھر میں

مخصوص جگہ کا حامل تھا اور نصرت نے اسے لاڈ سے پالا تھا۔

"ماما تنگ کہاں کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اب بہن بھائیوں اور سوری۔۔۔۔۔ بھائیوں میں چھوٹی موٹی نوک جھونک تو ہوتی رہتی ہے ورنہ پتہ کیسے چلے کہ بہن بھائی ہیں۔" تو صبح کرتے وہ ہنس دیا۔



گھر کی دائیں جانب مستعطیل شکل لان میں کھلے آسمان کے نیچے بچھی چار کرسیوں میں سے وہ ایک پر بیٹھی تھی۔ کار کے ہارن کی آواز پہ واچ مین نے دروازہ کھولا۔۔۔ کار گھر کے بنے خوبصورت اور وسیع کارپورچ میں کھڑی ہوئی۔۔۔ ڈرائیور نے اگلی سیٹ سے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا۔۔۔ نانکھ کو لان میں موجود پاتے اسنے اسکی طرف قدم اٹھائے۔

"اسلام وعلیکم" درمیانے قدم اٹھاتے وہ اسکے قریب گیا۔

"وعلیکم السلام"۔ دانیال کے اچانک فیصلے پہ وہ ابھی تک حیران تھی۔۔۔ پریشانی اسکے چہرے سے چھلک رہی تھی۔ "نانکھ بیگم خیریت تو ہے؟؟ آج آپ بہت پریشان لگ رہی ہیں"۔ اسکے چہرے کی فکر مندی بھانپتے اسنے چیخ کا رخ نانکھ کی طرف کیا اور بیٹھ گیا۔

"آپکو پتہ ہے دانیال نے آج خود اپنے رشتے کی بات کی ہے مجھ سے"۔ اسحاق کو آگاہ کرتے جیسے وہ پرسکون ہوئی۔ "نانکھ بیگم تو اس میں پریشانی والی کونسی بات ہے۔۔۔ شادی دانیال کا حق ہے اور ایک نایک دن تو دانیال کی شادی ہونی ہی ہے پھر اس سے اچھی بات کیا ہوگی کہ دانیال نے آپ سے خود شادی کی بات کی ہے۔۔۔ ممکن ہے کہ اسنے کوئی لڑکی بھی پسند کی ہو"۔ نانکھ کی بات پہ اسکے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

"لیکن اسحاق پتہ نہیں وہ ہے کون؟۔ اسکی فیملی کونسی ہے۔۔۔ کہاں کی رہنے والی ہے"۔

"نانکھ بیگم مجھے اپنے بیٹے کی پسند پہ بھروسہ ہے۔۔۔ آپ بھی اطمینان رکھیں انشا اللہ سب بہتر ہوگا"۔ ٹانگ پہ

ٹانگ رکھتے اسحاق نے تسلی بخش جواب دیا۔



ماتھے پہ بازو رکھے، بیڈ پہ لیٹے وہ چھت پہ نگاہ گاڑے ہوئے تھی۔۔۔۔ اسکی خاموش طبیعت اور گم صم لہجے کو بھانپتے بینش اسکے قریب آئی۔

"زینی باجی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟؟"۔ ہاتھ کی پشت کو زینی کی پیشانی پہ رکھتے وہ فکر مند سی ہوئی۔
"کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں"۔ منہ لگائے وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"میں صبح سے نوٹ کر رہی ہوں آپ کچھ بجھی بجھی سی لگ رہی ہیں جب سے بازار سے آئی ہیں تب سے کوئی پریشان سی ہیں۔۔۔۔۔ مجھے بتائیں کیا پریشانی ہے؟؟؟"۔ ناراضگی ظاہر کرتے بینش اس کے سامنے بیڈ پہ جا بیٹھی۔
"بینش دانیال آج مجھے سٹور میں ملا تھا وہ مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے"۔ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے وہ بولی۔
"تو آپ یہ تو اچھی بات ہے نا۔۔۔۔ اس سے کہیں کہ رشتہ بھیجے۔۔۔۔ اس سے اچھی بات کیا ہوگی کہ آپ کی شادی ہوگی اور مجھے ڈھیر ساری شاپنگ کا موقع ملے گا"۔ بیڈ سے اٹھتے وہ بولے سے جھومنے لگی تھی۔
"بینش تمہیں ایک بات نہیں پتہ۔۔۔۔ دانیال اور کوئی نہیں بلکہ رئیس اسحاق خان کا اکلوتا بیٹا ڈی۔ کے ہے"۔ زینی کی بات پہ بینش کی ہنسی چھو منتر ہوئی اور وہ ٹھک سے اسکے پاس آ بیٹھی۔



گرچہ سورج کی چمک اپنے عروج پر تھی۔۔۔ مگر روزے داروں کے بلند حوصلوں کو پست کرنے میں ناکام تھا۔
دانیال اپنے آفس کیلئے تیار تھا اور بیگ لے کر روم سے نکل گیا تھا۔
"دانیال بیٹا آج آپ تھوڑا جلدی آ جانا آپ کا رشتہ لینے جانا ہے"۔ منہ کا رخ ادھر کو موڑے اسنے سیڑھیاں عبور کرتے دانیال کو با آواز بلند پکارا۔

"ج۔ جی ڈیڈ۔۔۔ مگر کب تک؟؟؟"۔ اسکی بات پہ اسکے پاؤں رک سے گئے تھے۔

"بیٹا کوشش کرنا کہ بارہ بجے تک آ جاو۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ وقت صحیح ہے کیوں نائلہ بیگم؟؟؟"۔ جواب دیتے اسنے کچن سے باہر آتی نائلہ کو مخاطب کیا۔

"جی ٹھیک ہے۔۔۔ جیسے آپکو مناسب لگے"۔ اسحاق پہ بات چھوڑتے وہ مطمئن سی صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"تو ٹھیک ہے موم ڈیڈ میں بارہ بجے تک آ جاؤں گا۔۔۔ اللہ حافظ"۔ اسحاق کی بات سے سہمت ہوتے اسنے انہیں خیر باد کیا۔



"صاحب یہاں سے آگے کار نہیں جاسکتی۔۔۔ آگے گلی بہت تنگ ہے"۔ بلیک چچماتی مرسیڈیز گلی کے نکر پہ آ رکی تھی۔

"ٹھیک ہے رضوان تم ایسا کرو کار سائیڈ پہ پارک کر کے ہمارا انتظار کرو۔۔۔ میں تمہیں کال کر کے انعام کر دوں گا"۔ ڈرائیور کو چوکنا کرتے وہ دانیال اور نائلہ کے ہمراہ کار سے اتر گیا۔ درمیانے قدم اٹھاتے وہ گلی کی دائیں جانب موجود چوتھے نمبر والے مکان کے پاس جار کے تھے۔ اسحاق اور نائلہ آگے تھے جبکہ دانیال ہڑبڑاتے ذرا چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ اسحاق نے ڈور بیل پہ ہاتھ رکھا چند سیکنڈ بعد دروازہ کھل گیا۔

"اسلام و علیکم"۔ کم عمر لڑکی نے دروازہ کھولا تو اسحاق نے کہا۔

"وعلیکم السلام جی آپ کون؟؟؟"۔ متعجب سی وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔

"محترمہ اگر آپکی Investigation ختم ہو گئی ہو تو کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟؟"۔ دانیال انکے عقب میں آکھڑا ہوا جسے دیکھتے اس پہ حیرت انگیز خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"ج۔ جی آئیے نا۔۔۔۔۔ امی ابو زینی باجی دیکھیں تو کون آیا ہے؟"۔ سائیڈ پہ ہوتے وہ اندر کی جانب دوڑی۔



"وا بھئی اب تو دانیال کا بھی بینڈ بجنے والا ہے"۔ گھر کے وسط ہال میں رکھے گئے چار صوفوں میں سے ایک پہ وہ بیٹھ گیا تھا۔

"ہیں کیوں؟؟ ایسا کیا ہونے والا ہے؟؟"۔ وہ جو مزے سے سامنے والے صوفے پہ لیٹ کر گیم کھیلنے میں مگن تھا اب سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"نانکھ آنٹی اور اسحاق انکل کے ساتھ آج لڑکی دیکھنے گیا ہے۔ رشتہ ہو گیا تو شادی۔۔۔ ٹن ٹناٹن"۔ فون پہ نگاہ جمائے وہ نمبر ٹٹول رہا تھا۔

"دانی بھائی کو لڑکی پسند ہے۔۔ کیا یہ بات تمہیں معلوم تھی؟ وہاب"۔ اسنے متجسناہ اسے دیکھا۔
"نہیں میری اور دانیال کی اس ٹاپک پہ کبھی کوئی بات نہیں ہوئی"۔ پل بھر کو فون سے نگاہ اٹھائے اسنے جواب دیا۔
"دانی بھائی کی پسند ہے امید ہے اچھی ہوگی"۔ وہ دوبارہ سے صوفے پہ لیٹ گیا۔



"بہن آپکو کسی بھی قسم کی پریشانی اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے بس کمی ہے تو ایک بیٹی کی"۔ گھر کے چھوٹے سے مہمان خانے میں نانکھ اور اسحاق نسرین کے ساتھ گفت و شنید میں مصروف تھے جبکہ دانیال کی ساکت متلاشی نظریں دروازے پہ ٹکیں تھیں۔

"دانیال بیٹا آپ کہاں گم ہیں؟؟"۔ گفتگو میں وقفہ لاتے اسحاق نے دانیال پہ نگاہ ڈالی۔

"بھائی صاحب اگر زینی کو یہ رشتہ منظور ہے تو مجھے بھی اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ میں زینی کو ابھی بلا کر لاتی ہوں"۔ نسرین صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رہنے دیں اما میں خود آگئی ہوں۔" اسکے روم سے نکلنے سے پہلے ہی زینی دروازے پہ موجود تھی۔

"اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے دانیال سے اکیلے میں کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔" گلابی اور سفید امتزاج کے کپڑے، بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا، پاؤں میں باریک موتیوں سے بنے نفیس جوتے اور دونوں ہاتھوں میں کھنکھاتی چوڑیاں۔



"کیا ہوا زینی؟ تمہیں یہ رشتہ قبول نہیں ہے کیا؟؟؟"۔ اپنی طرف پیٹھ کر کے کھڑی زینی کو مخاطب کرتے بالآخر اسنے چپ کاروزہ توڑا۔

"جو جو میں تم سے پوچھوں گی مجھے انکا جواب دے دو۔۔ میں اپنا فیصلہ اسکے برعکس سنا دوں گی۔" ہنوز اسکی طرف پیٹھ کرتے اسنے کہا۔

"پوچھو جو پوچھنا ہے میں جواب دینے کو تیار ہوں۔" وہ مطمئن سا پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔
"کیا تم واقعی تم سے پیار کرتے ہو؟؟؟"۔ منہ کارخ اسکی طرف موڑے وہ سنجیدگی میں بولی۔
"ہاں۔"

"پروف دو۔"

"زینی کیا یہ بات کسی پروف سے کم ہے کہ میں مابدولت خود اپنے پیڑنٹس کے ساتھ تمہارے گھر تمہارا رشتہ لینے آیا ہوں۔" پاکٹس سے ہاتھ نکالے وہ خفگی سے بولا۔

"تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟؟؟"۔ اس کی بات پہ غور کرتے کچھ لمحے بعد اسنے دوبارہ پوچھا۔

"کچھ بھی کر سکتا ہوں جو تم چاہو۔" اسکا لہجہ انتہائی پرسکون تھا۔

"اپنی کلائی کاٹ سکتے ہو؟؟؟"۔ اسنے بے اختیار کہا۔

"وٹ؟؟؟"۔۔۔ یہ تم کس قسم کے سوال کر رہی ہو زینی۔۔۔ کیا تمہارے نزدیک جان دینا پیار کا دوسرا مطلب

ہے؟"۔ اس کے سوال پہ وہ چونک اٹھا تھا۔

"جو انسان آپ کے لیے اپنی جان نہیں دے سکتا وہ آپ سے پیار نہیں کر سکتا"۔ اسکی آنکھوں میں جھانکتے اسنے وہ سنجیدہ ہوئی۔

"یہ تم سے کس نے کہا کہ پیار میں جان دینا ضروری ہے"۔ اسنے بے زارگی سے کہا۔

"کس نے کہنا ہے میں نے فلموں میں دیکھا ہے کہ ہیر واپنی ہیر و ن کیلئے جان بھی دے دیتا ہے کیونکہ وہ اس سے پیار کرتا ہے"۔ اسنے بچکانہ انداز اپنایا تو دانیال کی ہنسی نکل گئی۔

"یار زینی وہ فلم ہے اور یہ حقیقی دنیا۔۔۔ اصل زندگی میں ہیر واپنی جان نہیں۔۔۔ صرف اور صرف اپنی جان کو ڈھیر سارا پیار ہی کر سکتا ہے"۔ چہرے پہ مسکراہٹ لیے وہ اسکے قریب ہوا تو زینی جھٹکے سے پیچھے کو ہٹی۔



"یہ تو اچھی بات ہے یار دانی۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔ ٹھیک ہے تو پھر شام میں ملتے ہیں۔۔۔ بائے"۔ چہرے پہ خوشی سجائے اسنے کال کاٹی اور جلدی میں گھر کی جانب بڑھا۔

"خیر تو ہے وہاب؟۔۔۔ بڑے خوش نظر آرہے ہو"۔ سامنے سے آتے شباب کو شبہ ہوا۔

"بات ہی خوشی کی ہے۔۔۔ ماما کہہ رہی ہیں؟؟؟"۔ نصرت کو وہ متلاشی نظروں سے دیکھتا اسکے روم کی جانب بڑھا۔

"یار اب بتا بھی دو اتنا سسپنس کیوں کر بیٹ کر رہے ہو؟؟؟"۔ اسکے عقب میں چلتا وہ خفگی سے بولا۔



خان ولا پھولوں اور رنگین لاسٹوں سے آراستہ کیا گیا تھا کیونکہ آج دانیال کی منگنی کی تقریب تھی۔

کارپورچ کے ستونوں سمیت سیڑھیوں کے سہاروں پر تازہ اور مہکتے پھولوں کی سجاوٹ تھی۔۔۔۔۔ سب مہمان آچکے تھے، راہداری کی بائیں جانب تاج نما سجاوٹ کے نیچے مصنوعی سیڑج بنا تھا جس پہ ایک میز اور صوفہ سیٹ رکھے

گئے تھے۔

سوہانی شام اور رات کی پھیلتی سیاہی سے سجاوٹ کو چار چاند لگ گئے تھے۔۔۔۔۔ زینی کو نائلہ اور جان پہچان کی خواتین نے گھیر رکھا تھا جبکہ دانیال دوستوں کے بیچ اور چور نظریں زینی پر ٹکی تھیں۔

"میں ابھی آئی۔" زینی نے گولڈن اور پیچ امتزاج کا بھاری کام والا لہنگا جسکی کرتی کا گلا اور دامن ہلکے اور خوبصورت موتیوں کی زد میں تھے؛ زیب تن کیا تھا۔۔۔۔۔ گلے میں گلبنڈ، بالوں کا عمدہ اور خوبصورت سائیڈ جوڑا بنا تھا، پاؤں میں گولڈن ہائی ہیل، کلائیوں میں گجروں کے ساتھ چوڑیاں۔۔۔۔۔ بمشکل لہنگے کو سنبھالتی وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ "تم؟؟؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟" سیڑھيوں کے دہانے پہ کھڑا وہ فون استعمال کر رہا تھا کہ اسکی نظر اوپر اٹھی۔ "کیا مطلب کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ میری منگنی ہے میں یہاں نہیں ہوں گی تو پھر کون ہو گا۔۔۔۔۔ یہ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہیے کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟"۔۔۔۔۔ سیڑھیاں عبور کرتے وہ اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ "تمہاری منگنی۔۔۔۔۔ مطلب؟؟؟"۔۔۔۔۔ اسکو اپنے کانوں پہ یقین نا آیا۔

"مطلب میری اور دانیال کی منگنی"۔۔۔۔۔ اسنے وضاحت کرتے اسکو مزید جھٹکا دیا۔ "کیا ہوا ہے شباب؟ کوئی مسئلہ ہے؟"۔۔۔۔۔ زینی کو شباب کے مد مقابل پاتے وہ سیڑھیاں چڑھتا اس کے قریب گیا۔ "وہاں تم جانتے ہو ایک بات اس دن بازار میں مجھ پہ پتھر پھینکنے والی یہ تھی"۔۔۔۔۔ سامنے کھڑی زینی کی طرف اشارہ کرتے وہ بھڑک کر بولا۔

"وٹ؟؟؟۔۔۔۔۔ شباب ادھر آو میرے ساتھ"۔۔۔۔۔ اسکے بڑھتے غصے کو بھانپتے اسنے اسے سائیڈ پہ لے جانے میں عقل مندی گردانی۔

"یار وہاں دانی بھائی کو اس سستی Dictionary کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔ اس کا اور انکا کوئی Standard ہی نہیں ہے نا ہی کوئی میچ۔۔۔۔۔ اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ تو پورے خاندان کو مار ڈالے۔۔۔۔۔"

پتہ نہیں کیا چیز ہے۔۔۔ بے لگام گھوڑی۔۔۔ بغیر کسی ٹھہراؤ اور سوچ کے اسنے اونچی آواز میں بات مکمل کر دی۔
"بکو اس ناکرو۔۔۔ آرام سے بولو شباب۔۔۔ کوئی سن لے گا۔" اسکا بازو پکڑتے اسنے ارد گرد ماحول کا جائزہ لیا۔
"سنتا ہے تو بے شک سن لے میری بلا سے۔۔۔ بلکہ میں خود جا کر بولتا ہوں۔" بازو چھڑاتے وہ مزید تپ کر بولا۔
اسی اثنا میں زینی کے کانوں تک شباب کی زبان سے پھوٹے انگاڑے جا پہنچے تھے۔۔۔ اسکے الفاظ پہ غور کرتے، آنسو پونجھتے وہ تیزی میں سیڑھیاں اترتی مرکزی دروازے کی جانب بڑھی جی دانیال کی نظر اس پر پڑی وہ بھی اسکے تعاقب میں گھر سے نکل گیا۔

"زینی۔۔۔ زینی۔۔۔ میری بات سنو۔" وہ تقریباً پانچ منٹ سے اسکے تعاقب میں آوازیں لگا رہا تھا۔
"زینی۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ کب سے۔۔۔ تم۔۔۔ ہیں آوازیں۔۔۔ دے رہا ہوں تم سن کیوں نہیں رہی؟"۔۔۔ بالآخر وہ اسکے قریب پہنچ گیا تھا اور جھٹکے سے اسکا منہ اپنی طرف کیا۔
"تم رورہی ہو۔" اسکے چہرے کی نمی دیکھتے اسے تعجب ہوا۔
"نہیں۔" آنسو پونجتے اسنے نفی کی۔
"تو پھر یہ کیا ہے؟؟" اسکے ترگال پہ ہاتھ رکھتے اسنے کہا۔
کچھ نہیں۔"

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔۔۔ تم جانتی ہو ابھی منگنی کی رسم باقی ہے اور تم وہاں سے چلی آئی۔" اسنے ناراضگی ظاہر کی۔
"دانیال۔۔۔ میں تمہارے قابل نہیں ہوں تم کسی اور سے شادی کر لو۔" اسنے نظریں چرائیں۔
"زینی یہاں کوئی مذاق نہیں ہو رہا میرا خیال ہے کہ آج میری اور تمہاری منگنی کی تقریب ہے۔" اسنے آواز کو بلند کیا۔

"سب جانتی ہوں میں دانیال۔۔۔۔۔ میں سب جانتی ہوں کہ۔۔۔ میں ایک مڈل کلاس معمولی سی بد تمیز لڑکی

ہوں اور تم۔۔۔ امیر باپ کی اولاد جسکا دل بہت اچھا ہے۔" اسنے اسی کے لہجے میں جواب دیا۔
"زینی پلیز میں یہ سب باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔ اور ایسا تم سے جس نے بھی کہا ہے اس کی باتوں کو
اتنی اہمیت نا دو یار۔۔۔ کوئی بھی اتنا برا نہیں ہوتا۔۔۔ خدا کی پیدا کیا گیا ہر انسان برابر ہے۔۔۔ فرق ہے تو صرف
اور صرف ہماری ذہنیت کا۔۔۔ جب مجھے فرق نہیں پڑتا تو تم کیوں ایسا سوچ رہی ہو یار۔" اسکے قریب آتے اسنے
دھیمے سے اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔

"تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے یا کوئی اور پسند ہے؟؟" اسنے مطمئن لہجہ اپنایا۔
"نہیں دانیال ایسی بات نہیں ہے نا ہی تم سے کوئی مسئلہ ہے نا ہی کوئی اور پسند۔" آنسو صاف کرتے اسنے کہا۔
"بس تو پھر چلو میرے ساتھ۔۔۔ میری زندگی میں آ کے اسے مکمل کر دو۔۔۔ اس نادان کی گزارش ہے تم
سے۔۔۔ میرے ساتھ چلو گی نا؟؟؟؟" اسکے سامنے ہاتھ کرتے وہ پروپوز کرنے کے سے انداز میں زمین پہ بیٹھ
گیا۔

"ہمممم"۔۔۔ کچھ لمحے سوچنے کے بعد اسنے اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا تھا۔
دانیال نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور خان ولا کی طرف چل دیا۔

(ختم شد)